تیسری دُنیا کی تقدیر بدلنے کیلئے انسانی اقدار کی حفاظت لازمی ہے

اسلامی ممالک اپنی تیل کی آمد کی اڑھائی فیصد زکوٰۃ ادا کر کے غریب ملکوں سے بھوک کی لعنت ختم کر سکتے ہیں

روزنامہ الفضل ربوہ
خطبہ نمبر ۱۴
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۲۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۶/۴۱ منگل ۱۶۔ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ، ۲۔شہادت ۱۳۷۰ہش، ۲۔اپریل ۱۹۹۱ء نمبر ۷۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تیسری دُنیا کی ایک نئی اقوامِ متحدہ کے قیام کے بغیر غریب ملکوں کے مفادات کا تحفّظ ناممکن ہو کر رہ گیا ہے

بڑی بڑی قوموں کے ظلم و ستم دنیاوی ہتھیاروں سے نہیں بلکہ دُعا اور خُدائی تعلق سے ختم ہونگے

خطبہ جمعہ فرمودہ سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز۔ بتاریخ ۸۔امان ۱۳۷۰ہش (۸۔مارچ ۱۹۹۱ء) بمقام بیت الفضل۔لندن

حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:

تاریخ کی ہولناک ترین بمباری

"خلیج کی جنگ جس کا آغاز ۱۶۔جنوری کو ہوُا۔ ۲۶۔فروری کو ایک نہایت ہی ہولناک رات کو اختتام پذیر ہوئی۔ یہ ایک ایسی خوفناک مصائب کی رات تھی کہ جس کی کوئی مثال جدید انسانی جنگوں کی تاریخ میں دکھائی نہیں دیتی۔ اس قدر بمباری عراق کی واپس اپنے ملک جاتی" ہوئی فوجوں پر کی گئی ہے اور اس قدر بمباری راتِ بھر بغداد شہر پہ کی گئی کہ جہاں تک مَیں نے جنگی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے کسی اور ملک میں کسی اور جنگ میں کبھی ایسی خوفناک ظالمانہ یکطرفہ شدید بمباری نہیں کی گئی۔ جو فوجیں کویت چھوڑ کر واپس بصرہ کی طرف جا رہی تھیں ان کے متعلق مبصرین کا کہنا ہے کہ اس طرح انہیں بمباری کا نشانہ بنایا گیا ہے کہ ساری سڑک کویت سے بصرہ تک لاشوں سے اَٹی پڑی تھی اور ٹوٹے، بکھرے ہوئے گاڑیوں کے، موٹروں کے، بکتر بند گاڑیوں کے اور دوسری کئی قسم کی ٹرانسپورٹ کے پُرزے ہر طرف بکھرے پڑے تھے۔ اور تباہی کا ایسا خوفناک منظر تھا کہ جسے انسان برداشت نہیں کر سکتا۔ یہ مغربی مبصرین کا تبصرہ ہے اور بمباری کے متعلق یا عراق میں بغداد پہ بمباری کے متعلق بھی جو مبصر وہاں تبصرہ کر رہا تھا اس کی اپنی آواز بار بار کانپ جاتی" تھی اور وہ کہتا تھا کہ تصوّر میں بھی نہیں آسکتا کہ آج رات کیسی ہولناک بمباری ہو رہی ہے۔

ویٹ نام کی ذلّت اور عراق پر ظلم و ستم کا بھوت

مَیں نے اس کے متعلق پہلے بھی کہا تھا کہ اور باتوں کے علاوہ دراصل یہ ویٹنام کی ذلّت کا بھوت ہے جو احساسِ کمتری بن کر امریکہ پر سوار ہے اور کسی طرح اس بھوت کو وہ ہمیشہ کے لئے نکالنا چاہتے ہیں۔ پس وہ رات ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک خاص بدمستی کی رات تھی جس میں عراقیوں کے خون کی شراب پی کر وہ ویٹنام کا غم غلط کرنا چاہتے تھے۔ میرا یہ تأثر اس طرح درست ثابت ہوتا ہے کہ اس جنگ کے بعد صدر بُش نے جو تبصرہ کیا وہ بعینہٖ یہی تبصرہ ہے۔ انہوں نے اعلان کیا۔

BY GOD WE HAVE KICKED THE VIETNAM SYNDROME ONCE AND FOR ALL. (HARRISBURG PATRIOT NEWS MAR. 2, 1991 U.S.A)

کہ خدا کی قسم! ہم نے ویٹنام کے احساسِ کمتری کو جو ایک اندرونی بیماری بن کر ہماری جان کو لگ چکا تھا ہمیشہ کے لئے ٹھڈّے مار کر باہر نکال دیا ہے۔ لیکن اصل واقعہ یہ نہیں ہے جو وہ سمجھ رہے ہیں۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ ایک انتہائی ہولناک ظلموں کی داستان کا ہوّا تھا جو دراصل اُن کے پیچھے پڑا ہوُا تھا اور ویسی ہی ایک اور ظلموں کی داستان کا ہوّا انہوں نے پیدا کر دیا ہے۔ پس اب ایک ہوّے کا مسئلہ نہیں، اب دو ہوّوں کا مسئلہ ہے۔ دو بھوت ہیں جو ہمیشہ امریکہ پر سوار رہیں گے۔ ایک ویٹنام کا بھوت اور ایک عراق پر ظلم و ستم کا بھوت۔

ان کو یہ اس لئے دکھائی نہیں دے رہا کہ اُن کے اس مسئلے کا تجزیہ اس سے بالکل مختلف ہے جو تجزیہ دنیا کی نظر میں ہے۔ دنیا ویٹنام کو اس طرح نہیں دیکھتی۔ کہ وہاں ۵۴ ہزار امریکن ہلاک ہوئے اور اُن کی لاشیں واپس اپنے وطن پہنچائی گئیں، دنیا ویٹنام کے قصّے کو اس طرح دیکھتی ہے کہ ۲۵ لاکھ ویٹنامی وہاں ہلاک ہوئے اور ہزارہا شہر اور بستیاں خاک میں مل گئیں تو زاویے کی نظر سے مختلف صورتیں دکھائی دے رہی ہیں، مختلف مناظر دکھائی دے رہے ہیں۔ پس جس ویٹنام سے وہ بھاگنا چاہتے ہیں اور وہ اپنے خیال میں ایسے ویٹنام سے بھاگے جہاں ۵۴ ہزار امریکن موت کے گھاٹ اتارے گئے۔ اس کے مقابل پر عراق میں ان کا کوئی بھی نقصان نہیں ہوُا۔ لیکن امرِ واقعہ یہ ہے کہ تاریخ اس نظر سے نہیں دیکھتی۔ تاریخ نے ویٹنام کو ہمیشہ اس نظر سے دیکھا ہے اور ہمیشہ اسی نظر سے دیکھتی رہے گی کہ امریکن قوم نے اس جدید زمانے میں تہذیب کا لبادہ اوڑھ کر ناحق ایک نہایت کمزور اور غریب ملک پر حملہ کیا اور ۸½ سال تک اُن پر مظالم برساتے رہے۔ ایسے ایسے خوفناک بم برسائے گئے کہ دیہات کے دیہات، علاقوں کے علاقے بنجر ہو گئے۔ پس ویٹنام کی یاد کو وہ کبھی بھلا نہیں سکتے کیونکہ کبھی دنیا اُن کو بھلانے نہیں دے گی اور اب اس پر عراق کے ظلم و ستم کا اضافہ ہو چکا ہے۔

تین ہزار عراقی قصبوں کی تباہی

مسٹر ٹام کنگ جو برٹش گورنمنٹ کے سیکرٹری آف ڈیفنس ہیں انہوں نے پارلیمنٹ میں اس بربادی کا خلاصہ ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ ہم نے اس مختصر عرصے میں عراق کے ۳۰۰۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فصیلات کو خاک میں ملا دیا ہے۔ اب آپ اندازہ کریں کہ جہاں یہ دعوے کئے جاتے تھے کہ عراق کے مظلوموں کو ہم ایک ظالم اور سفاک کے چنگل سے نکالنے کی خاطر یہ جنگ کر رہے ہیں، وہاں ۳۰۰۰۰ عراقی قصبوں اور شہروں کو تہِ خاک کر دیا ہے اور جو باقی تفصیلات ہیں ان کے ذکر کی یہاں ضرورت نہیں کہ کتنے اُن کے سپاہی مارے گئے یا دوسری قسم کے کتنے ہتھیاروں کا نقصان ہوا لیکن اس تھوڑے سے عرصے میں ۳۰۰۰۰ شہروں کا مٹی میں مل جانا یہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ تاریخ میں کبھی اس تھوڑے سے عرصے میں کسی قوم پر اتنی آفات نہیں توڑی گئیں جتنی عراق پر ان ظالموں نے توڑی ہیں اور اس کے باوجود فتح کے شادیانے بجا رہے ہیں۔ حیرت ہے، ذلت اور رسوائی کی حد ہے۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے کسی امریکن بچے کی لڑائی جاپان کے "انوکی" سے کروا دی جائے اور وہ اس کو مار مار کر ہلاک کر دے اور پھر نعرے لگائے کہ دیکھو جاپان کو امریکہ پر فتح حاصل ہو گئی۔ ۳۰ قومیں اکٹھی ہوئی ہوئی، دنیا کی تمام طاقتوں نے مِل کر عراق کیخلاف ایکا کیا ہوا اور ہر قسم کے جدید ہتھیاروں میں ہر میدان میں سبقت تھی، ہر میدان میں بالادستی تھی اور جیسا کہ مَیں نے پہلے بیان کیا تھا اُس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر، دانت نکال کر، پنجے کاٹ کر کہنا چاہیئے جس طرح جانور کے پنجے کاٹے جاتے ہیں پھر اُن کو مارا گیا ہے اور اس پر اب فخر کیا جا رہا ہے کہ کتنی عبرتناک شکست دی ہے۔ بہرحال یہ باتیں تو ماضی کا حصہ بن چکی ہیں۔ اس کے مستقبل میں جو نہایت خوفناک نتائج نکلنے والے ہیں اُن سے متعلق جیسا کہ مَیں مشورہ دے رہا تھا، مَیں چند اور مشورے عربوں کو بھی، دوسرے مسلمانوں کو بھی اور تمام دنیا کی خصوصاً تیسری دنیا کی قوموں کو بھی دینا چاہتا ہوں۔

عربوں کے تین فوری حل طلب مسائل

عربوں کو فوری طور پر اپنے اندرونی مسائل حل کرنے چاہئیں اور اس اندرونی مسائل کے بارے میں مَیں ایران کو بھی شامل کرتا ہوں کیونکہ تینوں ایسے مسائل ہیں جو کہ اگر فوری طور پر حل نہ کئے گئے تو عربوں کو فلسطین کے مسئلے میں کبھی اتفاق نصیب نہیں ہو سکے گا۔

ایران کی عربوں کے ساتھ ایک تاریخی رقابت چلی آ رہی ہے جس کے نتیجے میں سعودی عرب اور کویت عراق کی مدد پر مجبور ہو گئے تھے اور باوجود اس کے کہ اندرونی طور پر اختلافات تھے لیکن وہ کسی قیمت پر برداشت نہیں کر سکتے کہ ایران اُن کے قریب آ کر بیٹھ جائے۔

دوسرا شیعہ سنّی اختلاف کا مسئلہ ہے اور اس مسئلے میں بھی سعودی عرب حد سے زیادہ الرجک ہے۔ وہ شیعہ فروغ کو کسی قیمت برداشت نہیں کر سکتا۔

تیسرا مسئلہ کُردوں کا مسئلہ ہے۔

جہاں تک دشمن کی حکمتِ عملی کا تعلق ہے، اسرائیل سب سے زیادہ اس بات کا خواہشمند ہے کہ یہ تینوں مسائل بھڑک اٹھیں۔ چنانچہ جنگ ابھی دم توڑ رہی تھی کہ وہاں عراق کے جنوب میں شیعہ بغاوت کروا دی گئی اور شیعہ بغاوت کے نتیجے میں ایران عرب رقابت کا مسئلہ خود بخود جاگ جانا تھا۔ چنانچہ شیعہ علماء نے ایران کی طرف رجوع کیا اور اُن سے مدد چاہی۔ غالباً سعودی عرب نے اس موقعہ پر بہت شدید دباؤ ڈالا ہے (کوئی خبر تو نہیں نکلی لیکن منطقی نتیجہ یہ نکلتا ہے) اور امریکہ کو اس یہودی سازش کا آلۂ کار بننے سے روک دیا ہے ورنہ یہ معاملہ یہاں رُکنے والا نہیں تھا اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایران نے عقل سے کام لیا ہو ورنہ علاقے میں اگلی خوفناک جنگوں کی بنیاد ڈال دی جاتی۔ تاہم دشمن کی طرف سے یہ کوشش ابھی تک جاری ہے اور اگر یہ کامیاب ہو گئی تو اس کے نتیجے میں دشمنوں کے دو اہم مقصد حاصل ہو جائیں گے۔

اوّل : ایران عرب رقابتیں بڑھنی شروع ہوں گی اور

دوم : شیعہ سنّی اختلافات بھڑک اُٹھیں گے۔

اور یہ دونوں افتراق پھر دوسرے کئی قسم کے جھگڑوں حتیٰ کہ جنگوں پر بھی منتج ہو سکتے ہیں۔

کُردوں کو بھی اسی وقت انگیخت کیا گیا ہے۔ کُردوں کا مسئلہ اس لئے آگے نہیں بڑھا کہ مغربی قومیں بظاہر انصاف کے نام پر بات کرتی ہیں لیکن فی الحقیقت محض اپنے ذاتی مقاصد دیکھتی ہیں۔ اس موقعہ پر کُردوں کا مسئلہ چھیڑنا ان کے مفاد میں نہیں تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کُرد مسئلے کا تعلق صرف عراق سے نہیں ہے۔ کُرد مسئلے کا تعلق چار قوموں سے ہے۔ ایرانیوں سے، تُرکوں سے اور رُوسیوں سے۔ پس اگر انصاف کے نام پر عراق کے خلاف کُردوں کو اُبھارتے اور اُن کی مدد کرتے تو لازماً ترکی کے خلاف بھی اُبھارنا پڑتا تھا ورنہ ان کا انصاف کا بھرم ٹوٹ جاتا اور یہ دعویٰ جھوٹا ثابت ہو جاتا اور کُردوں کو انگیخت کرنے کے نتیجے میں ویسے بھی تمام کُردوں کے اندر آزادی کی نئی رَو چلتی اور مسائل صرف عراق کے لئے پیدا نہیں ہونے تھے بلکہ ایران کے لئے، ترکی کے لئے اور رُوس کے لئے بھی پیدا ہونے تھے۔ پس اس وقت خدا کی تقدیر نے وقتی طور پر ان مسائل کو ٹال دیا ہے لیکن نہایت ضروری ہے کہ یہ تمام مسلمان قومیں جن کا ان مسائل سے تعلق ہے۔ فوری طور پر آپس میں سر جوڑیں اور ان مسائل کو مستقل طور پر حل کر لیں ورنہ یہ ایک ایسی تلوار کے طور پر اُن کے سَروں پر لٹکے رہیں گے جو ایسی تار سے لٹکی ہوئی ہو گی جس کا ایک کنارہ مغربی طاقتوں کی اُنگلیوں میں پکڑا ہوا ہے یا اُلجھا ہوا ہے کہ جب چاہیں اس کو گرا کر سروں کو زخمی کریں، جب چاہیں اُتار کر سَر سے لے کر دل تک چیرتے چلے جائیں۔ ان مسائل کے استعمال کا یہ خوفناک احتمال ہمیشہ ان کے سر پر لٹکا رہے گا اور یہی حال دنیا کے دیگر مسائل کا ہے۔ مغربی طاقتیں ہمیشہ بعض موجود مسائل کو جب چاہیں چھیڑتی ہیں۔ اور استعمال کرتی ہیں اور اس طرح تیسری دنیا کی قومیں ایک دوسرے سے لڑ کر ایک دوسرے کو ہلاک کرنے کا موجب بنتی ہیں۔

اسرائیل عرب علاقے خالی نہیں کرے گا

ایک اور اہم مشورہ اِن کے لئے یہ ہے کہ بظاہر یہ کہا جا رہا ہے کہ امریکہ اسرائیل پر دباؤ ڈال رہا ہے کہ وہ اردن کا مغربی کنارہ خالی کر دے لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ سب قصّہ ہے، ایک ڈرامہ کھیلا جا رہا ہے۔ اگر امریکہ اس بات میں مخلص ہوتا کہ اسرائیل اردن کا مغربی کنارہ خالی کر دے، تو صدام حسین کی یہ پہلے دن کی پیشکش قبول کر لیتا کہ ان دونوں مسائل کو ایک دوسرے سے باندھ لو۔ مَیں کویت خالی کرتا ہوں تم اسرائیل سے ان کے مقبوضہ علاقے خالی کرالو۔ خون کا ایک قطرہ بہے بغیر یہ سارے مسائل حل ہو جانے تھے۔

پھر اس تیزی سے اسرائیل وہاں آبادیاں کر رہا ہے اور جو روپیہ اسرائیل کو اس وقت مغربی طاقتوں کی طرف سے دیا گیا ہے اس روپے کا اکثر استعمال اردن کے مغربی کنارے میں رُوس کے یہودی مہاجرین کو آباد کرانا ہے۔ اس لئے عقلاً کوئی وجہ سمجھ ہی نہیں آتی کہ ایسا واقعہ ہو جائے کہ امریکہ اس دباؤ میں سنجیدہ ہو اور اسرائیل اس بات کو مان جائے۔ ایک خطرہ ہے کہ اس کو ایک طرف رکھ کر شام کو یہ مجبور کیا جائے کہ مصر کی طرح تم باہمی دوطرفہ سمجھوتے کے ذریعے اسرائیل سے صلح کر لو۔ اگر یہ ہوا تو فلسطینیوں کا عربوں میں نگہداشت کرنے والا اور ان کے سَر پر ہاتھ رکھنے والا سوائے عراق اور اردن کے کوئی نہیں رہے گا۔ عراق کا جو حال ہو چکا ہے وہ آپ دیکھ رہے ہیں۔ اردن میں یہ طاقت ہی نہیں ہے بلکہ یہ ہو سکتا ہے کہ اسرائیل اردن سے ایسی چھیڑ چھاڑ جاری رکھے کہ اس کو بہانہ مل جائے کہ اردن نے چونکہ ہمارے خلاف جارحیت کا نمونہ دکھایا ہے یا ہمارے دشمنوں کی حمایت کی ہے اس لئے ہم اس کو بھی اپنے قبضے میں لے لیں تو اس نقطۂ نگاہ سے مشرق وسطیٰ کی تین قوموں۔ ایران، عراق اور اردن کا اتحاد انتہائی ضروری ہے۔ اور اس کے علاوہ دیگر عرب قوموں سے ان کی مفاہمت بہت ضروری ہے تاکہ یہ تین منتشر کے ایک طرف نہ رہیں بلکہ کسی نہ کسی حد تک دیگر عرب قوموں کی حمایت بھی ان کو حاصل ہو۔

سارے عرب کی دولت کو مشترکہ تسلیم کیا جائے

ایک اور مسئلہ جو اُب اٹھایا جائے گا۔ وہ سعودی عرب کے اور کویت کے تیل سے اُن عرب ملکوں کو خیرات دینے کا مسئلہ ہے جو تیل کی دولت سے خالی ہیں۔ یہ انتہائی خوفناک خودکشی ہو گی۔ اگر ان ملکوں نے اس طریق پر سعودی عرب اور کویت کی امداد کو قبول کر لیا کہ گویا وہ حقدار تو نہیں ہیں لیکن خیرات کے طور پر اُن کی جھولی میں بھیک ڈالی جا رہی ہے تو اس کے نتیجے میں فلسطین کے مسئلے کے حل ہونے کے جو باقی امکانات رہتے ہیں وہ بھی ہمیشہ کے لئے مِٹ جائیں گے۔ اس لئے اس مسئلے پر عربوں کو یہ مؤقف اختیار کرنا چاہیئے کہ عربوں کو خدا تعالیٰ نے جو تیل کی دولت دی ہے وہ سب کی مشترک دولت ہے اور ایسا فارمولہ طے کرنا چاہیئے کہ اس مشترک دولت کی حفاظت بھی مشترک طور پر ہو اور اس کی تقسیم بھی منصفانہ ہو۔ البتہ جن ملکوں میں یہ دولت دریافت ہوئی ہے ان کو ۱/۵ حصّہ جیسا کہ اسلامی قانون خزائن کے متعلق ہے، ۱/۵ یا فقہاء کے نزدیک اختلافات ہوں گے، کچھ نہ کچھ حصّہ زائد دے دیا جائے مگر مشترکہ دولت کے اصول کو منوانا ضروری ہے اور اس پر قائم رہنا ضروری ہے، اس کے بعد ان کو جو کچھ ملے گا وہ عزتِ نفس قربان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کر کے نہیں ملے گا بلکہ اپنا حق سمجھتے ہوئے ملے گا۔ اور امرِ واقعہ یہی ہے کہ سارا عالمِ عرب ایک عالم تھا جسے مغربی طاقتوں نے توڑا ہے اور اپنے وعدے توڑتے ہوئے توڑا ہے ورنہ پہلی جنگِ عظیم کے معاً بعد واضح قطعی وعدہ انگریزی حکومت کی طرف سے تھا کہ ہم ایک متحد آزاد عرب کو پیچھے چھوڑ جائیں گے اور وہ متحد آزاد عرب کا وعدہ ان کے حق میں ابھی تک پورا نہیں ہوا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت سارے عرب کی دولت، مشترکہ دولت تسلیم کر لی گئی تھی اور اسی اصول کو پکڑ کر اسے مضبوطی سے تھام لینا چاہئے اور اس گفت و شنید کو ان خطوط پر آگے بڑھانا چاہئے۔

مشرقِ وسطیٰ کی اقتصادی دولت مشترکہ بنائی جائے

ایک اور اہم بات یہ ہے کہ اس تمام خطے کی ایک اقتصادی دولتِ مشترکہ بنی چاہئے۔ اس سے پہلے صدر ناصر نے جو ایک عرب کا تصوّر پیش کیا تھا وہ سیاسی وحدت کا تصوّر تھا۔ ضروری نہیں ہوا کرتا کہ سیاسی وحدت کا تصوّر پہلے ہو اور اقتصادی اور دوسری وحدتوں کا تصوّر بعد میں آئے۔ جب سیاسی وحدت کے تصوّر کو پہلے رکھا جاتا ہے تو باقی وحدتوں کو بعض دفعہ شدید نقصان پہنچتا ہے۔ اس لئے یورپ کی کامن مارکیٹ بناتے ہوئے یہاں کے ذی شعور لیڈروں نے پہلے اقتصادی تعاون کی بات چلائی ہے اور تھوڑے تھوڑے حصوں میں اقتصادی تعاون کے مقاصد کو حاصل کرنے کے بعد رفتہ رفتہ سیاسی وحدت کی طرف قدم اٹھایا ہے۔

یہ پان عرب ازم PAN ARABISM کی تحریک جس کا میں نے ذکر کیا ہے۔ دراصل اس کا آغاز صدر جمال ناصر سے بہت پہلے جمال الدین افغانی نے کیا تھا اور یہ انہیں کا فلسفہ ہے جس کو اپنا کر بعد میں یہ تحریکات آگے بڑھیں۔ پس جمال الدین افغانی کا یہ تصوّر کہ عرب کو متحد ہو جانا چاہئے بلکہ عالمِ اسلام کو متحد ہو جانا چاہئے، ایک ایسا تصوّر ہے جو اس شکل میں مسلمان ملکوں کو قبول ہو ہی نہیں سکتا، نہ قرآن کریم نے تمام مسلمانوں کو ایک حکومت کے اندر اکٹھے ہونے کا کہیں کوئی تصوّر پیش کیا ہے۔ اس شکل میں تو عرب وحدت بھی حاصل ہونا ناممکن ہے۔ سوائے اس کے کہ مختلف قدموں اور مراحل میں حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔

پس سب سے اہم قدم اقتصادی وحدت کا ہے جس میں مشترکہ لائحہ عمل ہو، مشترکہ منصوبے بنائے جائیں اور اس سارے خطے کو خصوصیت کے ساتھ خوراک میں خود کفیل بنانے کے منصوبے ہوں اور انڈسٹری میں یعنی صنعت و حرفت میں خود کفیل بننے کے منصوبے ہوں تب ان ممالک کی آزادی کی کوئی ضمانت دی جا سکے گی۔

تیسری دنیا کی اقتصادی آزادی کو خطرہ

اس ضمن میں ایک اور اہم بات یہ ہے کہ اقتصادی آزادی کا تعلق صرف اس خطے سے نہیں ہے بلکہ تمام دنیا کی تیسری قوموں کے ساتھ ہے اور اُن کیلئے ایک شدید خطرہ درپیش ہے جس کو ابھی سے پوری طرح سمجھنا چاہئے اور اس کے لئے انسدادی کارروائیاں کرنی نہایت ضروری ہیں، وہ خطرہ NEW IMPERIALISM یعنی جدید استعماریت کا ہے۔

روس کے ساتھ صلح ہونے کے بعد وہ مشرقی دنیا جو اشتراکی نظریات کی حامل تھی وہ اپنے نظریات کو ترک کر کے تیزی کے ساتھ پُرانے زمانے کی طرف لوٹ رہی ہے اور اب نئے مقابلے استعماریت کے لحاظ سے ہوں گے۔ جب رُوس نے موجودہ مشکلات سے سنبھالا لے لیا اور ان پر جب عبور پا لیا تو اس کے بعد رُوس کے لئے اقتصادی مقابلے کے لئے ان سے منڈیاں چھیننے کا مسئلہ سب سے اہم مسئلہ بن جائے گا۔ جرمنی ایک نئی اقتصادی قوّت کے طور پر اُبھرے گا اور مشرقی یورپ کے اور بہت سے ممالک جرمنی کے ساتھ اس معاملے میں اتحاد کریں گے اور ان سب کی اجتماعی اقتصادی پیداوار نئی منڈیوں کی متقاضی ہوگی۔ پس تیسری دنیا کے تمام ممالک کے لئے ہولناک خطرات درپیش ہیں۔ یورپ بھی جاگ رہا ہے اور امریکہ بھی جاگ رہا ہے اور ان سب کے اتحادی مقاصد تیسری دنیا پر اس طریق پر مکمل اقتصادی قبضہ کرنے کے ہیں کہ جس کے بعد صرف سِسک سِسک کر دَم بینے والی زندگی باقی رہ جائے گی۔ عزّت کے ساتھ دو وقت کی روٹی کھا کر زندہ رہنے کا تیسری دنیا کی قوموں کے لئے کوئی سوال باقی نہیں رہے گا۔ افریقہ کے بعض ممالک ہیں جو ابھی اس حالت کو پہنچ چکے ہیں کہ جہاں ان کے لئے سانس لینا بھی دوبھر ہو رہا ہے۔

پس اقتصادی تعاون کی مختلف منڈیاں بننی ضروری ہیں۔ مثلاً پاکستان اور ہندوستان اور بنگلہ دیش اور سری لنکا، یہ ایک ایسا خطہ ہے جس میں قدرتی طور پر اقتصادی تعاون کی منڈی بنانے کا امکان موجود ہے اور یہ تبھی ممکن ہے اگر ان کے اندرونی مسائل حل ہوں۔ اگر اندرونی مسائل حل نہ ہوں تو نہ یہ اقتصادی منڈیاں بن سکتی ہیں نہ موجودہ تکلیف دہ صورتحال کا کوئی دوسرا حل ممکن ہے۔ موجودہ تکلیف دہ صورتحال سے مراد وہ صورتِ حال ہے جو میرے ذہن میں ہے کہ اس کے نتیجے میں آپ جب اس پر مزید غور کریں گے تو آپ یہ دیکھ کر حیران ہوں گے کہ ہمیشہ کے لئے تیسری دنیا کے ان ممالک کا اپنی مصیبتوں سے نجات پانے کا ہر رستہ بند ہوا ہوا ہے۔ ان کے لئے کوئی نجات کی راہ نہیں ہے اور آنکھیں بند کر کے یہ اسی طرزِ فکر پر قائم ہیں، اسی قسم کے مسائل کو حل کرنے کی کوششیں ہیں جن کے اندر حل ہونے کی کوئی صلاحیت ہی نہیں ہے۔ ایسے بند رستے ہیں جن سے آگے گذرا جا ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ وہ مسائل یہ ہیں۔

مسئلہ کشمیر نے پاکستان اور بھارت کو بھکاری بنا دیا ہے

مثلاً کشمیر کا مسئلہ ہے۔ کشمیر کے مسئلے کے نتیجے میں ہندوستان اور پاکستان میں جو رقابتیں پیدا ہو چکی ہیں، ان رقابتوں کے نتیجے میں یہ اتنی بڑی فوج پالنے پر مجبور ہیں کہ جس کے بعد دنیا کا کوئی ملک اقتصادی طور پر آزادی سے زندہ نہیں رہ سکتا۔ ۶۰ فیصدی سے زائد جس قوم کی اجتماعی دولت فوج پالنے پر خرچ ہو رہی ہو اس کے حصے میں دنیا میں وقار کی زندگی ہے ہی نہیں، اس کے لئے مقدّر ہی نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو اقتصادی لحاظ سے اپنی طاقت سے بڑھ کر دفاع پر خرچ کرتا ہے اُسے بھیک مانگنا لازم ہے۔ اس کی بقاء کے لئے ضروری ہے کہ وہ اقتصادی لحاظ سے بھی دنیا سے بھیک مانگے اور فوجی طاقت کو قائم رکھنے کے لئے بھی دنیا سے بھیک مانگے۔ پس ہندوستان اور پاکستان کو بھکاری بننے کی جو لعنت ملی ہوئی ہے یا اس لعنت میں وہ مبتلا ہیں کہ مشرق و مغرب جہاں بھی توفیق ملے وہ ہاتھ پھیلا کر پہنچ جاتے ہیں کہ ہمیں کچھ بھیک دو تو اس کی بنیادی وجہ آپس کے یہ اختلافات ہیں۔ آخری قضیئے میں اس کے سوا کوئی صورت نہیں بنتی۔

پس مسئلہ کشمیر اور اس قسم کے دیگر مسائل کو حل کرنے کے نتیجے میں ان علاقوں میں انقلاب برپا ہو سکتا ہے اور اس کے علاوہ کچھ اور بھی چیزیں ہیں۔ جن پر عملدرآمد ضروری ہے، صرف ہندوستان اور پاکستان کے لئے ہی نہیں باقی مشرقی دنیا کے لئے بھی خواہ وہ ایشیا کی ہو یا افریقہ کی ہو، اسی طرح جنوبی امریکہ میں بھی ایسے ہی مسائل ہیں۔ ہر جگہ یہی مصیبت ہے کہ علاقائی اختلافات کے نتیجے میں عدمِ اطمینان ہے۔ عدمِ اعتماد ہے اور ہر جگہ تیسری دنیا کے غریب ملک اپنی خود حفاظتی کے لئے اتنا زیادہ خرچ کر رہے ہیں کہ امیر ملک اس کا دسواں حصہ بھی نہیں کر رہے۔ جن کو توفیق ہے وہ تو ۳ فیصد سے ۴ فیصد کی بات کرتے ہیں، ۴ سے ۵ کی اور جب ۷ فیصد خرچ پہنچ جائے تو اس پر خوفناک بحثیں شروع ہو جاتی ہیں کہ اتنا زیادہ دفاع پر خرچ ہو رہا ہے، ہم برداشت نہیں کر سکتے اور غریب ملکوں کی عیاشی دیکھیں کہ ۶۰، ۶۰ - ۷۰ فیصد خرچ کر رہے ہیں اور اس کے باوجود یہ کافی نہیں سمجھا جاتا۔ چنانچہ فوجی امداد مانگی جاتی ہے۔

اقتصادی امداد نے ان کو بھکاری بنا دیا اور بھکاری بننے کے بعد ان کی اقتصادی حالت سُدھر سکتی ہی نہیں۔ ہر ملک کا یہی حال ہے کیونکہ جس شخص کو جھوٹے معیارِ زندگی کے ساتھ چمٹ جانے کی عادت پڑ گئی ہو۔ جس شخص کو اپنے جھوٹے معیارِ زندگی کو بھیک مانگ کر قائم رکھنے کی عادت پڑ چکی ہو وہ نفسیاتی لحاظ سے اس قابل ہو ہی نہیں سکتا کہ اقتصادی طور پر اس میں خود اعتمادی پیدا ہو اور وہ خود کوشش کر کے اپنے حالات کو بہتر کرے۔ بالکل یہی حال قوموں کا ہُوا کرتا ہے۔ آپ نے کبھی مانگنے والے انسانوں کو خوشحال نہیں دیکھا ہوگا۔ مانگنے والے انسان مانگتے ہیں، کھاتے ہیں پھر بھی بُرے حال میں رہتے ہیں، ہمیشہ ترستے ہی ان کی زندگیاں گزرتی ہیں اور وہ لوگ جو قناعت کرتے ہیں وہ اس کے مقابل پر بعض دفعہ نہایت غریبانہ حالت سے ترقی کرتے کرتے بڑے بڑے مالدار بن جاتے ہیں۔

تیسری دنیا کی بد قسمتی قناعت کا فقدان

پس تیسری دنیا کی قومیں بد قسمتی سے ایک اور لعنت کا شکار ہیں اور وہ ہے: قناعت کا فقدان۔ عزّتِ نفس کا فقدان۔ ہاتھ پھیلانے کی گندی عادت اور اس عادت کے نتیجے میں معیارِ زندگی کا جھوٹا ہو جانا۔ آپ نے دیکھا ہوگا۔ بعض دفعہ امیر آدمی بھی ہوٹلوں پر اس طرح خرچ نہیں کرتا جس طرح ایک مانگنے والا بھکاری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بعض دفعہ خرچ کر دیتا ہے۔ اس کے نزدیک دولت کی قدر ہی کوئی نہیں ہوتی۔ پیسے مانگے اچھا کھا لیا اور چھٹی ہوئی اور اگلے وقت کے لئے خدا تعالیٰ پھر ہاتھ سلامت رکھے تو مانگنے کے لئے کافی ہیں، بالکل یہی نفسیات اِن قوموں کی ہو جایا کرتی ہے۔ ایک جھوٹا فرضی معیارِ زندگی ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں اور دیکھنے میں خوشحال دکھائی دیتے ہیں حالانکہ ان کی خوشحالی مانگے کی خوشحالی ہے۔ پس اس خوشحالی کی وجہ سے دھوکے میں مبتلا رہتے ہیں۔ غربت کی تنگی اُن کو مجبور کر سکتی تھی کہ وہ اقتصادی لحاظ سے اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں اور اس کے لئے محنت کریں اور کوشش کریں۔ وہ تنگی صرف وہاں محسوس ہوتی ہے جہاں قوم کا طبقہ بے بس ہے اور جہاں صاحبِ اختیار طبقہ ہے۔ وہاں محسوس نہیں ہوتی یعنی ایسی قومیں دو حصوں میں بٹی ہوئی ہیں۔ ایک بہت ہی محدود طبقہ ہے جو بالائی طبقہ کہلاتا ہے وہ غریب کی زندگی سے بالکل بے حس ہے اور اس کو پتہ ہی نہیں کہ غریب اُن کی آنکھوں کے نیچے کیسے بدحالی میں زندگی گذار رہا ہے۔

پس جہاں تکلیف محسوس ہوتی ہے وہاں اختیار کوئی نہیں، وہاں قوم کی پالیسیاں نہیں بنائی جاتیں۔ اور جہاں پالیسی بنانے والے دماغ ہیں، حکمتِ عملی طے کرنے والے سر ہیں وہاں تکلیف کا احساس نہیں پہنچتا۔ پس ایک گہری اعصابی بیماری ہے۔ جس طرح ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ جائے تو نچلے دھڑ کا اوپر کے دھڑ سے واسطہ نہیں رہتا۔ پاؤں جل بھی جائیں تو دماغ کو پتہ نہیں لگتا۔ پس یہ ہولناک بیماری ہے جو بھیک مانگنے کے نتیجے میں تیسری دنیا کے ملکوں کو لاحق ہو چکی ہے۔

تیسری دنیا کے ملکوں کی افواج کو غلام بنا لینا

اس کے بعد فوجی امداد کی بات آپ دیکھ لیجئے۔ زیادہ مہنگے ہتھیار جب آپ خریدیں گے تو وہ اقتصادی حالت جس کا پہلے ذکر گزرا ہے وہ اور بھی زیادہ بدتر ہوتی چلی جائے گی اور یہی ہو رہا ہے اور چونکہ آپ زیادہ نہیں خرید سکتے اس لئے مانگنے پر مجبور ہیں۔ جب آپ ہتھیار دوسری قوموں سے مانگتے ہیں تو ہتھیاروں کے ساتھ اُن کے فوجی تربیت دینے والے بھی آتے ہیں یا آپ کے فوجی تربیت حاصل کرنے کے لئے اُن کے ملکوں میں بھی جاتے ہیں اور جتنا بھی غیر قوموں کا جاسوسی کا نظام تیسری دنیا میں موجود ہے اس کا سب سے بڑا ذمہ دار یہی فیکٹر (FACTOR) یہی صورتحال ہے کہ ہتھیار مانگنے کے نتیجہ میں اپنی فوج کو دوسرے ملکوں کے تابع فرمان بنانے کے احتمالات پیدا کر دیتے ہیں اور جہاں تک میں نے تفصیل سے فوجی امداد دینے والی قوموں اور فوجی امداد لینے والی قوموں کے حالات کا جائزہ لیا ہے خود ان کے مصنفین کھلم کھلا اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ جہاں جہاں بھی فوجی امداد دی گئی ہے وہاں وہاں فوجوں میں اپنے غلام بنا لئے گئے ہیں اور کثرت کے ساتھ یہ واقعہ دنیا کے ہر ایسے ملک میں ہو رہا ہے جہاں فوجی امداد پہنچ رہی ہے۔ اب اس حصے میں سب سے زیادہ خطرناک بات یہ ہے کہ صرف امریکہ ہی نہیں ہے جو فوجی امداد کے ذریعے دوسرے ملکوں کو غلام بنا رہا ہے بلکہ اسرائیل بھی امریکہ کے دستِ راست کے طور پر یہی کام کر رہا ہے اور اسرائیل کی فوجی امداد بعض ایسے ملکوں تک بھی پہنچتی ہے جہاں امریکہ براہِ راست نہیں دے سکتا تو اسرائیل کے سپرد کر دیتا ہے اور بعض ایسی جگہیں ہیں جہاں دونوں مل کر اپنے اپنے دائرے میں غلامی کی دوہری زنجیریں پہنانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

یاد رہے کہ مغربی ممالک کے فرسودہ اسلحہ کی مارکیٹ ہمیشہ تیسری دنیا کے ملک بنے رہتے ہیں اور جب بھی ہتھیاروں کی کوئی جدید کھیپ تیار ہوتی ہے تو پرانی کھیپ کے کھپانے کیلئے نئی منڈیاں ڈھونڈنی پڑتی ہیں۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بعض غریب ملکوں میں سروں کی فصلیں پک کر کاٹے جانے کے لئے تیار ہو جاتی ہیں کیونکہ غریب ممالک کے آپس کے اختلافات ان ہتھیاروں کی مارکیٹ پیدا کرتے ہیں۔ ابھی تو صرف امریکہ کے زائد اسلحہ کی کچھ ڈھیریاں ختم ہوئی ہیں۔ روس کے اسلحہ کے پہاڑ بھی ابھی فروخت کے لئے باقی ہیں اور دیگر مغربی ممالک کا بھی اس تجارت میں شامل ہو جانا ہرگز بعید از قیاس نہیں۔

پس میں جب یہ کہتا ہوں کہ ملٹری ایڈ (AID امداد) اور ایڈز میں مشابہت ہے تو یہ ایک لطیفے کی بات نہیں، ایک بڑی گہری حقیقت ہے۔ ایڈز کی بیماری جس سے دنیا آج بہت ہی زیادہ خوفزدہ ہے اور جس کے متعلق بعض پیشگوئیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ۹۸-۱۹۹۷ء تک یہ بڑے پیمانے پر مغربی عیسائی قوموں کو ہلاک کرے گی۔ اس کی تفصیل میں جانے کی اس وقت ضرورت نہیں لیکن میں الگ بعض موقعہ پر ذکر کر چکا ہوں۔ ایڈز کی بیماری کا تعارف یہ ہے کہ ایڈز بیماری کے جراثیم انسان کے خون کے اندر نظامِ دفاع میں جا کر بیٹھ جاتے ہیں اور نظامِ دفاع پر قبضہ کر لیتے ہیں۔ پس جس نظامِ دفاع کو خدا تعالیٰ نے بیماریوں پر قابو پانے کے لئے بنایا تھا وہ خود بیماریوں کی آماجگاہ بن جاتا ہے اور اپنے خلاف وہ حرکت کر نہیں سکتا۔ پس ملٹری ایڈ (امداد) بالکل اسی ایڈز کے مشابہ ہے۔ وہاں غیر قومیں ہمارے غریب ملکوں کے نظامِ دفاع پر قبضہ کرتی ہیں اور سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ اس کا پورا احساس نہیں ہے۔ یعنی صحت مند حصوں کو بھی احساس نہیں ہے۔ ہمارے ہاں (ہمارے ہاں سے مراد صرف پاکستان نہیں بلکہ تیسری دنیا کے سب ممالک ہیں) انٹیلی جینس کی آنکھیں اندرونی انقلابات کے خطروں کی طرف لگی رہتی ہیں۔ چنانچہ COUNTER INSURGENCY MEASURES (جوابی فوجی کارروائی) لئے جاتے ہیں۔ ایسی تنظیمیں بنائی جاتی ہیں جو اندرونی بغاوت کے خلاف ہمیشہ مستعد رہیں گی اور COUNTER INSURGENCY کے داؤ سیکھنے کے لئے اکثر صورتوں میں امریکہ کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ اور بہت سی صورتوں میں اسرائیل کی طرف بھی رجوع کیا جاتا ہے۔ اب آپ دیکھ لیں کہ سری لنکا میں اسرائیل نے اُنہی کو COUNTER INSURGENCY کے طریق سکھائے اور باغیوں کو بھی بغاوت کے طریق اسرائیل نے ہی سکھائے۔ اسی طرح لائبیریا میں اسرائیل نے ان کو بغاوت کا مقابلہ کرنے کے طریق سکھائے اور اب مبصرین یہ لکھ رہے ہیں کہ اسرائیل نے لائبیریا کے سربراہ کی حفاظت اتنی عمدگی سے کی کہ بغاوت کی اطلاع تک وہاں نہیں پہنچنے دی اور اس طرح مکمل طور پر اُن کا گھیراؤ کیا ہوا تھا۔

ایسے ملکوں کی فہرست بہت لمبی ہے۔ بہت سے اور افریقن ممالک ہیں اور بعض دوسرے ایشیائی ممالک ہیں جن میں صرف امریکہ ہی نہیں بلکہ اسرائیل بھی ان کو بغاوت کے خلاف طریق کار سکھانے میں سب سے زیادہ پیش پیش ہے اور خطرہ اُن سے ہی ہے جو طریق کار سکھانے آتے ہیں۔ ان غریب ملکوں پر ان کی فوجوں کے ذریعے قبضے کئے جاتے ہیں۔

پس اگر کوئی ضرورت ہے تو ایسے جاسوسی نظام کی ضرورت ہے جو اس بات کا جائزہ لے کہ مغربی طاقتوں سے یا غیر مغربی طاقتوں سے خواہ کوئی بھی ہوں جہاں جہاں فوج کے روابط ہوئے ہیں وہاں کس قسم کا زہر پیچھے چھوڑا گیا ہے۔ کس قسم کے رابطے پیدا کئے گئے ہیں اور وہ رابطہ کرنے والے جو فوجی ہیں وہ زیرِ نظر رہنے چاہئیں۔ خطرات باہر سے آنے والے ہیں، اندر سے پیدا ہونے والے خطرات کم ہیں۔ اگر بیرونی خطرات کا آپ مقابلہ کر لیں تو اندرونی خطرات کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔ اندرونی خطرات بھی پیدا ہوتے ہیں مگر ہمیشہ ظلم کی صورت میں۔ ورنہ ناممکن ہے کہ اندرونی طور پر ہماری اپنی فوجوں کو اپنے شہریوں سے کوئی خطرہ لاحق ہو یا اپنی سیاست کو اپنے شہریوں سے کوئی خطرہ لاحق ہو۔

غیر ملکی امداد کے نقصانات

پس یہ دوسرا پہلو ہے جس کی طرف توجہ کی ضرورت ہے باہر کی قومیں یعنی ترقی یافتہ قومیں شور مچاتی ہیں کہ آمریت کا خاتمہ ہونا چاہیئے مگر تیسری دنیا کو اپنا غلام بنانے کے لئے وہاں ان کو آمریت ہی موافق آتی ہے۔ کیونکہ جہاں آمریت ہو وہاں اندرونی خطرات پیدا ہو جاتے ہیں اور اندرونی خطرات سے بچنے کیلئے بیرونی سہارے ڈھونڈنے پڑتے ہیں اور بیرونی سہارے جس طرح میں نے بیان کیا اس طرح ملتے ہیں۔ پھر جب تک مرضی کے مطابق کام کیا جائے اس وقت تک یہ بیرونی سہارے ساتھ دیتے ہیں، جب مرضی کے خلاف بات کی جائے تو یہ سہارے خود بخود ٹوٹ جاتے ہیں۔ یہ وہ لعنت ہے جس کا تیسری دنیا شکار ہے اور اب وقت ہے کہ ہوش سے کام لے۔ اب جبکہ استعماریت کا ایک نیا دَور شروع ہو چکا ہے اور شدید خطرے لاحق ہیں۔ اپنی قومی آزادی کی حفاظت کے لئے، عزتِ نفس کی حفاظت کے لئے اور قوموں کی برادری میں وقار کے ساتھ زندگی گذارنے کے امکانات پیدا کرنے کی خاطر ضروری ہے کہ ان سب امور پر بڑا گہرا غور کیا جائے اور تیزی کے ساتھ اقدامات کئے جائیں۔

خلاصۃً یہ کہ امیر ملکوں سے موجودہ طرز پر امداد حاصل کرنے کے یہ نقصانات ہیں۔

اوّل: امداد دینے والا ملک امداد لینے والے کو ذلیل اور رسوا کر کے امداد دیتا ہے اور متکبرانہ رویہ اختیار کرتا ہے یہاں تک کہ اگر امداد لینے والا ملک آزادیٔ ضمیر کے حق کو بھی استعمال کرے تو اُسے امداد بند کر دیئے جانے کی دھمکی دی جاتی ہے۔ جیسا کہ صدر بش نے حال ہی میں شاہ حسین اور اردن سے سلوک کیا۔

دوئم: امداد کے ساتھ STRINGS یعنی ایسی شرطیں منسلک کر دی جاتی ہیں جس سے قومی آزادی پر حرف آتا ہے۔

سوئم: امداد کے ساتھ سودی قرضے کا بھی ایک بڑا حصہ شامل ہوتا ہے اور بالعموم بہت بڑی بڑی اُجرتیں پانے والے غیر ملکی ماہرین بھی اس کھاتے میں بھجوائے جاتے ہیں جو امداد کا ایک بڑا حصہ کھا جاتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اکثر افریقہ اور ایشیا میں یہ تلخ تجربہ بھی ہوا ہے کہ امداد کے نام پر پہلی GENERATION کی مشینری مہنگے داموں فروخت کر دی جاتی ہے اور اکثر ایسے کارخانے جدید ٹیکنالوجی والے کارخانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ علاوہ ازیں اور بھی بہت سے عوارض ہیں جو تیسری دنیا کے ممالک کی انڈسٹری کو لگے رہتے ہیں جس سے قرضے اُتارنے کی صلاحیّت کم ہوتی چلی جاتی ہے اور قرضوں کا بوجھ بڑھتا چلا جاتا ہے۔ تقریباً تمام جنوبی امریکہ اس وقت قرضے کی زنجیروں میں جکڑا جا چکا ہے، اور امریکہ یا دیگر امیر ملکوں سے امداد پانے والا ایک ملک بھی میں نے نہیں دیکھا جس کا قرضوں کا بوجھ ہلکا ہو رہا ہو۔ یہ تو دن بدن بڑھنے والا بوجھ ہے یہاں تک کہ کثیر قومی آمد قرضوں کا سود اتارنے پر ہی صَرف ہو جاتی ہے۔

پس امداد لینے والے اور امداد مانگنے والے ملکوں کو کبھی دوبارہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہوتے دیکھا نہیں گیا۔ امداد دینے کے بعد رسوا کن رویّہ اور اختلاف کی صورت میں امداد بند کرنے کے طعنے اقتصادیات کے علاوہ قومی کردار کو بھی تباہ کر دیتے ہیں۔

اسلامی ممالک نیا امدادی نظام جاری کریں

پس صرف غیرت ہی کا نہیں بلکہ اور بھی بہت سے دُور رس مفادات کا شدید تقاضا ہے کہ بڑے بڑے امداد دینے والے ملکوں کی امداد شکریہ کے ساتھ ردّ کر دی جائے اور وہ مسلمان ممالک جن کو خدا تعالیٰ نے تیل کی دولت عطا فرمائی ہے ان غیر مسلم ممالک کو ساتھ ملا کر جو تعاون علی البر پر تیار ہوں اسلامی اصول کے تابع ایک نیا امدادی نظام جاری کریں جس میں اوّلیت اس بات کو دی جائے کہ تیسری دنیا کے وہ غریب ممالک جن پر ہر وقت فاقے اور قحط کی تلوار لٹکی رہتی ہے ان کو جلد تر خوراک میں خود کفیل بنایا جائے یا اقتصادی لحاظ سے اتنا مضبوط کیا جائے کہ اپنے لئے باہر سے خوراک خریدنے کی اہلیت پیدا ہو جائے۔ قحط زدہ افریقن ممالک کی طرف دنیا کا موجودہ رویّہ انتہائی ذلیل بھی ہے اور غیر مؤثر بھی۔ ملکوں میں قحط اچانک آتش فشاں پہاڑ پھٹنے کی طرح نمودار نہیں ہوا کرتے۔ کئی سال پہلے سے اقتصادی ماہرین کو علم ہوتا ہے کہ کہاں کب بھوک پڑنے والی ہے۔ پس بڑی بے حسی کے ساتھ انتظار کیا جاتا ہے کہ کب قومیں بھوک سے نڈھال ہو جائیں تو ان کو کچھ خوراک مہیا کرنے کے ساتھ انہیں غلامی کے شکنجوں میں جکڑنے کے لئے سیاسی اور نظریاتی سودے بھی کر لئے جائیں۔

پس قرآنی شرطوں کے مطابق آزاد کرنے والی امداد کا نظام جاری کرنا چاہیئے نہ کہ غلام بنانے والی امداد کا۔ تیل کے ممالک اگر خدا کی خاطر اور بنی نوع انسان کی خاطر اپنی تیل کی آمد کی زکوٰۃ یعنی ۲½ فیصد اس مقصد کے لئے الگ کر دیں تو اکثر غریب ممالک سے بھوک کی لعنت مٹائی جا سکتی ہے۔ اس ضمن میں جاپان کو بھی ساتھ شامل کرنے کی ضرورت ہے۔ تیسری دنیا کے ملکوں کو کھل کر جاپان سے یہ بات طے کرنی چاہیئے کہ تم تیسری دنیا میں رہنا چاہتے ہو یا اپنے آپ کو ایک مغربی ملک شمار کرنے لگے ہو۔ اگر تیسری دنیا میں رہنا چاہتے ہو تو تمہارے لئے ضروری ہے کہ تیسری دنیا کے مسائل طے کرنے میں، خصوصاً اقتصادی مسائل طے کرنے میں بھرپور تعاون کرو بلکہ راہنمائی کرو۔ اور قائدانہ کردار ادا کرو ورنہ نہ تم ہمارے رہو گے نہ سفید فام قوموں میں شمار کئے جاؤ گے۔

کشمیر کے مسئلے کا موزوں حل

اگر ہم اندرونی مسائل کے مضمون کی طرف لوٹتے ہوئے بات شروع کریں تو کشمیر کے سلسلے میں میں سمجھتا ہوں کہ تین حل ایسے ہیں جن پر غور ہونا چاہیئے۔ موجودہ صورتحال تو ہرگز قابل قبول نہیں ہے۔ اگر یہ صورتحال مزید جاری رہی تو دونوں ملک تباہ ہو جائیں گے۔ اس مسئلے کا ایک حل تو یہ ہے کہ آزاد کشمیر اور جموں اور کشمیر کو پہلے یہ موقعہ دیا جائے کہ وہ یہ فیصلہ کریں کہ تم تینوں مل کر اکٹھا رہنا چاہتے ہو یا آزاد کشمیر پاکستان کے ساتھ مل جائے اور جموں ہندوستان کے ساتھ مل جائے اور وادیٔ کشمیر الگ ہو جائے۔ دوسرا حل یہ ہو سکتا ہے کہ وادیٔ کشمیر الگ آزاد ہو اور یہ دونوں ملک الگ الگ آزاد ہوں۔ یعنی جموں الگ آزاد ہو اور جس کو ہم آزاد کشمیر کہتے ہیں یہ الگ آزاد ہو اور تیسری صورت یہ ہے کہ وہ تینوں مل کر ایک ملک بنائیں۔ پس تین امکان ہوئے۔ آزاد کشمیر الگ ملک، جموں الگ ملک اور وادیٔ کشمیر الگ ملک۔ دوسری صورت تینوں کا ایک ملک اور تیسری صورت یہ کہ آزاد کشمیر پاکستان کے ساتھ مل جائے۔ جموں ہندوستان کے ساتھ مل جائے اور کشمیر ایک الگ ریاست کے طور پر نیا وجود حاصل کرے۔ یہ موقعہ تفصیلی بحث کا تو نہیں ہے۔ یہ فیصلہ تو ان قوموں نے خود کرنا ہے۔ ان کا ہی حق ہے لیکن میں جہاں تک سمجھا ہوں یہ تیسرا حل جو ہے یہ زیادہ موزوں رہے گا اور دیرپا رہے گا اور علاقے میں امن کے لئے بہت بہتر ثابت ہوگا۔ کیونکہ آزاد کشمیر کے لوگ ہم مزاج ہیں اور ایک ہی جیسے مزاج کے لوگ ہیں جن کا وادی کے کشمیریوں سے مختلف مزاج ہے۔ وادی کے کشمیریوں کا ایک الگ مزاج اور ایک الگ تشخص ہے اور جموں کے لوگوں کا ایک بالکل جداگانہ تشخص ہے اور مذہبی لحاظ سے بھی وہ ہندوستان کے قریب تر ہیں۔ پس اگر استحکام چاہیئے تو غالباً یہ حل سب سے اچھا رہے گا۔ لیکن اس شرط کے ساتھ وہاں آزادی ہونی چاہیئے کہ آزاد ملک اس بات کی ضمانت دے کہ کسی طاقتور ملک کے ساتھ الگ سمجھوتے کر کے ہندوستان اور پاکستان کے امن کے لئے خطرہ نہیں بن سکے گا۔ اس کے لئے آپس میں سمجھوتے سے باتیں طے کی جا سکتی ہیں۔ اگر یہ نہ کیا گیا اور اسی طرح سکھوں کے ساتھ صلح نہ کی گئی اور دیگر اندرونی مسائل طے نہ کئے گئے تو علاقے میں کبھی امن قائم نہیں ہو سکتا اور پاکستان کے اندر جو درست ہونے والے توازن ہیں مثلاً سندھی، پنجابی، پٹھان وغیرہ وغیرہ۔ پھر مذہبی اختلافات ہیں۔ یہ سارے مسائل ہیں جو بارود کی طرح ہیں یا آتش فشاں پہاڑ کی طرح ہیں۔ کسی وقت بھی پھٹ سکتے ہیں اور یہی وہ مسائل ہیں جن سے دیگر قومیں فائدہ اٹھایا کرتی ہیں۔ پس پیشتر اس کے کہ دیگر قوموں کو فائدے کا موقعہ ملے آپ اپنے ملک کی اندرونی حالت کو درست کریں۔ اندرونی حالت کو بھی درست کریں۔ ہمسایوں کے ساتھ بھی تعلقات درست کریں اور اس کے نتیجے میں آپ کو سب سے بڑا فائدہ یہ پہنچے گا کہ توجہ اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کی طرف ہو جائے گی۔ آپس میں اشتراک عمل کے ساتھ (نیکی اور تقویٰ کی باتوں میں تعاون) کی روح کے ساتھ مذہب کو بیچ میں لائے بغیر ہر اچھی چیز پر دوسری قوم کے ساتھ تعاون کے امکانات پیدا ہو جائیں گے اور فوج کا خرچ کم ہو جائے گا اور فوج کا خرچ جتنا کم ہوگا اور اقتصادیات جتنا ترقی کرے گی اتنے ہی امکانات پیدا ہوں گے کہ غریب کی حالت بہتر ہو جائے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ میں نے امکانات کہا ہے اس لئے کہ غریب کی حالت بہتر کرنے کے لئے یہ ساری چیزیں کافی نہیں جب تک اوپر کے طبقے کی سوچ صحت مند نہ ہو۔ اگر اوپر کے طبقے کی سوچ بیمار ہے اور بے حسی ہے اور بے حیائی ہے اور عظیم الشان ہوٹل بنتے چلے جا رہے ہیں اور ریسٹورانٹ کے بعد ریسٹورانٹ پیدا ہو رہا ہے اور ایک سوسائٹی ہے جو سرِ شام سے شروع ہو کر رات گئے تک ان ریسٹورانٹس کے چکر لگاتی ہے اور ہوٹلوں کے چکر لگاتی ہے اور عیش و عشرت میں مبتلا رہتی ہے اور لاہور چمک رہا ہوتا ہے اور کراچی جگمگا رہا ہوتا ہے۔ اگر یہی رجحان جاری رہا اور کسی کی نظر اس طرف نہ گئی کہ ان روشنیوں کے نیچے ایسے ظالم اندھیرے ہیں کہ ان اندھیروں میں تھوڑی دیر بھی آپ جھانکیں تو ان کے اندر کلبلاتی ہوئی انسانیت کی ایسی دردناک شکلیں نظر آئیں گی کہ اس سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

انسانیت کا ایک دردناک منظر

ایک چھوٹی سی مثال میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ میری بیٹی عزیزہ فائزہ جب قادیان جلسے پر گئی تو واپسی پر اٹاری اسٹیشن پر گاڑی پکڑنے لگی۔ دو بچے بھی ساتھ تھے کھانے کے لئے چیزیں نکالیں تو وہاں چھوٹے چھوٹے غریب بھوکے بچوں کا ایک ہجوم آ گیا۔ اور وہ کہتی تھی کہ صاف نظر آتا تھا کہ بھوکے ہیں صرف پیشہ ور بھکاری نہیں ہیں۔ چنانچہ اس نے وہ کھانا ان میں تقسیم کیا۔ پھر اس کے بعد قادیان سے جو دوستوں نے تحفے دیئے ہوئے تھے، کھانے پینے کی چیزیں وغیرہ، وہ نکالیں، وہ تقسیم کیں اور جو بات میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں وہ یہ نہیں کہ اس نے تقسیم کیں۔ یہ تو ہر انسان جس کے سینے میں انسانی دل دھڑک رہا ہو وہ یہی کرے گا لیکن جو خاص بات قابل توجہ ہے، وہ یہ ہے کہ ان غریبوں میں بھی انسانیت کا اعلیٰ معیار پایا جاتا ہے۔ انسانیت ان غریب ملکوں میں چھوٹی سطح پر زیادہ ملتی ہے بہ نسبت اونچی سطح کے۔ اس نے بتایا کہ جب سب کچھ تقسیم ہو کے ختم ہو گیا تو میرے پاس کوکا کولا کا ایک (TIN) ٹِن تھا۔ میں نے کہا وہ بھی ان کو پلاؤں تو ایک بڑی بچی کو دے دیا اس نے ایک گھونٹ پیا اور پھر ایک ایک بچے کو ایک ایک گھونٹ پلاتی تھی اور گھونٹ پلانے کے بعد اس طرح اس کے چہرے پر طمانیت آتی تھی جس طرح ماں بھوکے بچے کو دودھ پلا کر تسکین حاصل کرتی ہے اور مسکرا کے ان کی طرف دیکھتی تھی کہ دیکھیں کیسا مزا آیا اور بچوں کی قطار لگ گئی ایک کے بعد ایک کو کاکولا کا ایک گھونٹ پیتا تھا اور سمجھتا تھا اس کو آبِ حیات مل گیا ہے۔ اس کے بعد جب گاڑی چلنے لگی تو پولیس کے روکنے کے باوجود، دھکے کھانے کے باوجود یہ بچے اتنا ممنون احسان تھے کہ گاڑی کے ساتھ دوڑتے چلے جاتے تھے اور سلام کرتے چلے جاتے تھے یہاں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تک کہ نظر سے اوجھل ہو گئے۔ جب وہ مجھ سے یہ واقعہ بیان کر رہی تھی، اس وقت میں نے سوچا کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ میں، اپنی اس بچی کو زیادہ پیار سے دیکھ رہا ہوں یا وہ بھولے بچے، جنہوں نے احسان کے بعد اس کو پیار سے دیکھا تھا۔ اور میں نے سوچا کہ زندگی میں بعض ایسے لمحات بھی آتے ہیں جب انسانی قدریں خونی رشتوں پر غالب آجایا کرتی ہیں اور انسانی تاریخ میں سب سے بڑا انسانی تعلقات کے خونی رشتوں پر غالب آنے کا دَور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے عہد میں آیا۔ بلا شبہ وہ ایک ایسا دَور تھا کہ ہر خونی رشتہ ثانوی حیثیت اختیار کر گیا تھا اور انسانی قدروں کو عظمت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا بلند کر دیا تھا کہ مکارم الاخلاق پر آپ کا قدم تھا۔ وہ دَور ہے جسے واپس لانے کی ضرورت ہے۔ یہ انسانی قدریں ہیں جو تیسری دنیا کو بچائیں گی۔ یہ قدریں تو آپ کے قدموں کے نیچے پامال ہو رہی ہیں اور خدا کی تقدیر بڑی قوموں کے قدموں کے نیچے آپ کو پامال کرتی چلی جارہی ہے۔ کیوں خدا کی تقدیر کے اس اشارے کو آپ نہیں سمجھتے۔ افسوس ہے کہ یہ دونوں ملک کشمیر کی جنت اپنانے کی لالچ میں اپنے ملکوں کے غرباء کو جہنم میں جھونکے ہوئے ہیں۔

عزت نفس اور وقار کو زندہ کرنے کی ضرورت

پس تیسری دنیا میں جتنے دوسرے اچاہیں حل اختیار کرلیں جب تک عزت نفس کو زندہ نہیں کیا جاتا، جب تک وقار کو زندہ نہیں کیا جاتا، جب تک احسان کے جذبوں کو زندہ نہیں کیا جاتا، جب تک تمام انسانی قدروں کی حفاظت کا عہد نہیں کیا جاتا اور اس عہد کو پورا کرنے کے سامان نہیں کئے جاتے، اس وقت تک تیسری دنیا کی تقدیر بدل نہیں سکتی۔ اور تیسری دنیا آزاد نہیں ہو سکتی۔

پس ترقی یافتہ قومیں جن کو پہلی دنیا کہا جاتا ہے، نہ صرف آزاد ہیں بلکہ آپ کو غلام بنانے کے لئے پہلے سے زیادہ مستعد اور تیار ہو رہی ہیں۔ اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اقتصادی قدم اس رُخ پر ہے کہ اس کے بعد یہ چاہیں نہ چاہیں، یہ ان قدموں کے ذریعے تیسری دنیا کی غریب قوموں کو مزید پامال کرنے پر مجبور ہوتی چلی جائیں گی کیونکہ یہ اپنا معیار نہیں گرا رہیں اور ان کی سیاسی طاقتوں میں یہ استطاعت ہی نہیں ہے کہ اپنی قوم کو معیار گرانے کے مشورے دیں، جو پارٹی ایسا کرے گی وہ پارٹی انتخاب ہار جائے گی۔ اس لئے یہ ایسے غلیظ پھندے میں جکڑے جا چکے ہیں کہ ظلم پر ظلم کرنے پر اب مجبور ہو چکے ہیں اس لئے اپنے دفاع کے لئے تیسری قوموں کو خود اٹھنا ہوگا اس کے بغیر نہ ان کو اپنی فوجوں سے آزادی ہو سکتی ہے، نہ اپنی بداخلاقیوں سے آزادی ہو سکتی ہے، نہ ان سب لعنتوں سے آزادی مل سکتی ہے جن کا میں نے ذکر کیا ہے اور جب قومیں ان بیماریوں کا شکار ہوں تو پھر یہ شکوہ کیا کہ ہم مر رہے ہیں اور گدھیں ہمارے پاس آکر بیٹھی ہماری موت کا انتظار کر رہی ہیں۔ مارنے کے لئے آپ کے جسم کے اندر بیماری پیدا ہوتی ہے اور وہ بیماری جراثیم کو دعوت دیتی ہے جراثیم سے بھی بیماری پیدا ہوتی ہے مگر یہ حقیقت ہے کہ صحت مند جسم کو جراثیم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ پس بیماری کا آغاز اندر سے ہوتا ہے نہ کہ باہر سے۔ جب جسموں کی دفاع کی طاقت ختم ہو جائے تو پھر جراثیم وہاں پہنچتے ہیں اور جسموں پر قبضہ پا لیتے ہیں اور جب ان کا قبضہ مکمل ہو جاتا ہے تو پھر یہ جسم لازماً موت کے منہ میں جا سوتے ہیں اور پھر گدھوں کا آنا اور ان کی بوٹیاں نوچنا اور ان کی ہڈیاں بھنبھوڑنا، یہ ایک قدرتی عمل ہے جس نے بعد میں لازماً آنا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ یہ تقدیر ہے جس سے کوئی دنیا کی طاقت آپ کو بچا نہیں سکتی۔ اگر آج آپ خود فیصلہ نہ کریں۔

پس پیشتر اس کے کہ آپ اس کنارے تک پہنچ جائیں اور پھر آپ کی لاشیں خواہ کھلے میدان میں عبرت کا نشان بن کر پڑی رہیں یا قبروں میں دفن کی جائیں اگر آج آپ یہ فیصلہ کرلیں کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمودہ اخلاق کو اور بیان فرمودہ تعلیم کو اپنا لائحہ عمل بنالیں گے اور انسانی قدروں کی حفاظت کریں گے اور کھوئی ہوئی قدروں کو دوبارہ نافذ کریں گے تو غیروں کی ذلت آمیز غلامی سے نجات کا صرف یہ طریق ہے، اس کے سوا اور کوئی طریق نہیں ہے۔

اقوام متحدہ کا نظام بوسیدہ ہو چکا ہے

ایک اور بڑی اہم بات یہ ہے کہ خلیج کی جنگ اور اس کے دوران ہونے والے واقعات نے تیسری قوموں کو ایک اور سبق بھی دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اقوام متحدہ کا نظام بوسیدہ ہو چکا ہے یعنی جہاں تک تیسری دنیا کے مفادات کا تعلق ہے۔

اقوام متحدہ کا نظام بالکل بوسیدہ اور ردی کی ٹوکری میں پھینکنے کے لائق بن چکا ہے۔ جب تک روس کے ساتھ امریکہ کی مخالفت تھی یا رقابت تھی اس وقت تک اقوام متحدہ کے نظام میں غریب ملکوں کو تباہ کرنے کی ایسی صلاحیت موجود نہیں تھی کیونکہ امریکہ بھی ویٹو کر کے کسی غریب ملک کی حفاظت کر سکتا تھا اور روس بھی ویٹو کر کے کسی غریب ملک کی حفاظت کر سکتا تھا اور فیصلہ صرف اس بات پر ہوتا تھا کہ امریکہ کا دوست غریب ملک ہے یا روس کا دوست غریب ملک ہے۔ اب تو ساری دنیا میں کسی غریب ملک کو سہارا دینے کے لئے کوئی باقی نہیں رہا۔ اتفاق نیکی پر نہیں ہوا۔ اتفاق بدی پر ہو چکا ہے۔

پس قرآن کریم نے جب یہ فرمایا (نیکی اور تقویٰ پر آپس میں تعاون کرو۔ مائدہ: آیت ۳) تو اس کا مطلب صرف تعاون نہیں ہے، یہ مطلب ہے کہ صرف نیکی پر اکٹھے ہوا کرو۔ بدی پر تعاون نہ کیا کرو۔ لیکن سیاسی دنیا کے تعاون اس بات پر ہوتے ہیں کہ نیکی یا بدی کی بحث ہی نہیں ہے، ہمارے مشترکہ مفاد میں جو بات ہوگی ہم اس پر ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں گے۔ پس یہ فیصلے ہیں جو دنیا میں ہو چکے ہیں۔ روس اور امریکہ کے درمیان یہ فیصلے ہو چکے ہیں اور چین کو اس وقت ایسی حالت میں ایک طرف پھینکا گیا ہے کہ اس میں طاقت نہیں ہے کہ وہ دخل دے سکے اور ابھی اس کو اقتصادی لحاظ سے مزید کمزور کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جائے۔ اگر یہ صورتحال اسی طرح جاری رہی تو اس کے نتیجے میں اقوام متحدہ کا ادارہ اور اس سے منسلک تمام ادارے، سیکیورٹی کونسل وغیرہ صرف کمزور ملکوں پر ظلم کے لئے استعمال کئے جائیں گے اور ان کے فائدے کے لئے استعمال ہو ہی نہیں سکتے صرف ان کے فائدے کے لئے استعمال ہوں گے جو ان قوموں کی غلامی کو تسلیم کرلیں اور ان کے پاؤں چاٹیں۔ ان کے لئے اقوام متحدہ کا ادارہ دولتیں بھی لائے گا، سہولتیں بھی پیدا کرے گا، ان کو عزت کے خطابات بھی دے گا اور ان کی طرف دوستی کے ہاتھ بھی بڑھائے گا۔ ہر قسم کے فائدے جو ذلت اور رسوائی کے نتیجے میں کمینگی سے حاصل ہو سکتے ہیں وہ تیسری دنیا کے ملکوں کو حاصل ہو سکیں گے۔ لیکن عزت کے ساتھ، وقار کے ساتھ، سر بلندی کے ساتھ اگر اس دنیا میں اس یونائیٹڈ نیشنز کے ساتھ وابستہ رہ کر کوئی قوم زندہ رہنا چاہے تو اس کے کوئی امکان نہیں ہیں۔

پس ایک حل اس کا یہ ہے کہ جس طرح پہلی جنگ کے بعد ۱۹۱۹ء میں لیگ آف نیشنز بنی۔ پھر دوسری جنگ کے بعد ۱۹۴۵ء میں یونائیٹڈ نیشنز کا قیام عمل میں آیا، اب اس خوفناک یکطرفہ جنگ کے بعد تیسری دنیا کی ایک نئی یونائیٹڈ نیشنز کا قیام کیا جائے اور اس میں صرف غریب اور بے بس ممالک اکٹھے ہوں۔ وہ جو NEUTRALITY (نیوٹریلٹی) کی تحریک چلی تھی کہ نیوٹرل (غیر جانبدار) ممالک اکٹھے ہوں وہ بوسیدہ ہو چکی ہے۔ اس کے اب کوئی معنے نہیں رہے، اس میں جان ختم ہو چکی ہے۔ اب ایک نئی تحریک چلنی چاہیئے جس میں ہندوستان اور پاکستان اور ایران اور عراق وغیرہ ایک بہت ہی اہم کردار ادا کر سکتے ہیں لیکن اس میں مذہبی تعصبات کو بیچ میں سے نکالنا ہوگا۔

مسلمان کے تشخص کو غیر مسلم تشخص سے نہ لڑائیں

اس لئے ایک مشورہ میرا یہ بھی ہے کہ مسلمان ممالک اگرچہ آپس میں ایک دوسرے سے محبت کے تعلق رکھیں خاص بھائی چارے کے نتیجے میں ذمہ داریاں ادا کریں لیکن مسلمان تشخص کو غیر مسلم تشخص سے لڑائیں نہیں۔ اگر یہ پولرائزیشن POLARIZATION یعنی یہ تقابل باقی رہا کہ مسلمان ایک طرف اور غیر مسلم ایک طرف تو خواہ غیر مسلم کہتے وقت آپ دماغ میں صرف مغربی طاقتیں رکھتے ہوں، لیکن جاپان بھی غیر مسلم ہے، کوریا بھی غیر مسلم ہے، ویت نام بھی غیر مسلم ہے، ہندوستان بھی غیر مسلم ہے۔ غرضیکہ دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں ہیں، وہ سمجھتی ہیں کہ پیغام ہمیں بھی پہنچ گیا ہے۔ اس لئے نہایت ہی جاہلانہ خودکشی والی پالیسی ہے کہ مسلمان کے تشخص کو غیر مسلم کے تشخص سے لڑا دیں اور اس کے نتیجے میں کچھ بھی حاصل نہ کریں اور جو کچھ حاصل ہے وہ کھو دیں۔

پس دنیا میں تیسری دنیا کے اتحاد قائم ہو ہی نہیں سکتے جب تک قرآن کریم کی تعلیم (نیکی اور تقویٰ کے نام پر تعاون) پر عمل نہ کیا جائے اور اس تعلیم میں مذہبی اختلاف کا ذکر ہی کوئی موجود نہیں۔ اس تعلیم کی رُو سے مشرک سے بھی اتحاد ہو سکتا ہے۔ یہودی سے بھی ہو سکتا ہے، عیسائی سے بھی ہو سکتا ہے، دہریہ سے بھی ہو سکتا ہے۔ مذہب کا کوئی ذکر ہی نہیں۔ بِرّ اور تقویٰ ہونا چاہیئے۔ ہر اچھی بات پر تعاون کرو۔

پس تعاون کے اصول کے اوپر ان قوموں کے ساتھ وسیع تر اتحاد پیدا کرنا اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کے نتیجے میں ایک نئی UNITED NATIONS OF POOR NATIONS (غریب قوموں کی اقوام متحدہ) کا قیام انتہائی ضروری ہے۔ اب ضرورت ہے کہ دنیا کی غریب قوموں کی ایک متوازی اقوام متحدہ کی بنیاد ڈالی جائے جس کے منشور میں محض اسی حد تک اختیارات درج ہوں جس حد تک ان کے نفاذ کی اس انجمن کو طاقت ہو اور ہر ممبر ملک کے لئے اس عہدنامہ پر دستخط کرنا ضروری ہوں کہ وہ اس ادارے سے منسلک رہتے ہوئے ہر حالت میں عدل کی بالادستی کو تسلیم کرے گا۔

تیسری دنیا کے الجھے ہوئے معاملات اور قضیوں کو حل کرنے کے لئے اسی ادارہ کی سرپرستی میں دو طرفہ گفت و شنید کا منصفانہ اور مؤثر نظام قائم کیا جائے اور کمزور قوموں میں اس رجحان کو تقویت دی جائے کہ کوئی فریق اپنے قضیوں کو حل کرنے کے لئے ترقی یافتہ قوموں کی طرف رجوع نہیں کرے گا اور انہیں اپنے قضیے نپٹانے میں دخل کی اجازت نہیں دے گا۔

ایک نئی اوپیک کا قیام بھی ضروری ہے

اسی طرح یہ ضروری ہے کہ بعض تیل پیدا کرنیوالے ملک بھی ایک نئی اوپیک (OPEC) کی بنیاد ڈالیں یعنی ایسی اوپیک جس میں امریکہ کے وفادار غلاموں کو شامل نہ کیا جائے۔ امریکہ سے تعاون کرنے والے بے شک شامل کئے جائیں کیونکہ ہمارا اصول یہ ہے ہی نہیں کہ مخالفت کی خاطر کوئی اتحاد قائم کئے جائیں۔ قرآن نے کہیں اس کا ذکر نہیں فرمایا۔ اتحاد نیکی پر ہونا چاہیئے مگر کسی ملک کا۔ اگر بڑی طاقتوں کے ساتھ بے اصولی پر اتحاد ہو چکا ہو اور ان کا یہ اتحاد قیام عدل کے لئے خطرہ بن جائے تو اس کے نتیجے میں غریب ممالک کے مفادات قربان کر دیئے جاتے ہیں۔ پس لازم ہے کہ تیل پیدا کرنے والے بعض ممالک اپنے دفاع کی خاطر نیا اتحاد کریں۔ مثلاً ایران ہے۔ عراق ہے۔ نائیجیریا ہے۔ انڈونیشیا، ملائشیاء سبا وغیرہ ہیں۔ اسی طرح جن دوسرے ملکوں میں جہاں کسی حد تک تیل ملتا ہے وہ آپس میں اکٹھے ہو کر اپنی ایک اوپیک بنائیں اور اگر مشترکہ طور پر اپنی پالیسیاں طے کریں گے تو ان کے اوپر اس طرح ظلم کے ساتھ مغربی دنیا کی پالیسیوں کو مسلط نہیں کیا جا سکتا جس طرح عراق پر مسلط کر کے اسے غیر حکیمانہ طرز عمل پر مجبور کر دیا گیا۔ سعودی عرب اور کویت وغیرہ کچھ عرصے تک اپنی زیادہ تیل کی قوت کے نتیجے میں اس نئی اوپیک کو کچھ مجبور کر سکتے ہیں مگر اپنی دھن اور اصولوں پر اگر یہ قائم رہیں تو تھوڑی دیر کے بعد دباؤ کا یہ کھیل ختم ہو جائے گا۔ پھر آپ دیکھیں گے کہ اس کے بہت مفید نتائج ظاہر ہوں گے۔

بے تیل ملکوں کی بھی انجمن بننی چاہیئے

تیسری دنیا کے وہ ممالک جن میں تیل نہیں ہے اُن کو بھی اپنی ایک متحدہ بے تیل کے ملکوں کی انجمن بنانی چاہیئے کیونکہ جب بھی دنیا میں کسی قسم کے فسادات ہوتے ہیں، ہنگامے ہوتے ہیں، جنگیں ہوتی ہیں تو یہی بے چارے ممالک ہیں جو غریب سب سے زیادہ نقصان اٹھاتے ہیں۔ پس اپنے تحفظات کے لئے ان کو اکٹھے ہو جانا چاہیئے اور تیل والے ملکوں سے کچھ لمبے سمجھوتے کرنے چاہئیں تاکہ گذشتہ تجارب کی روشنی میں آئندہ کے احتمالات سے بچنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش ہو سکے۔

اس ضمن میں ایک اور چھوٹا سا اتحاد قائم کرنا بھی ضروری ہے، وہ ممالک جو تیل پیدا کرنے والے ممالک کو مزدور مہیا کرتے ہیں انہوں نے کبھی نہیں سوچا کہ ان کے مزدوروں کو اس طرح ذلیل اور رسوا کیا جاتا ہے اور ایسا ظالمانہ سلوک ان سے ہوتا ہے اور ان کا کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا کہ اس کے نتیجے میں قومی غیرت کچلی جاتی ہے اور قوم کے اندر ایک بے حیائی پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ مجھے تو جانے کا موقعہ نہیں ملا مگر بعض مسافروں نے اور گلف میں کام کرنے والے بعض مزدوروں نے اس سلوک کے جو قصے سنائے ہیں جو ہوائی اڈوں پر اترتے ہی اُن سے شروع ہو جاتا ہے اس کا سننا ہی ایک باغیرت شخص کے لئے ناقابلِ برداشت ہے۔ مثلاً ہوائی اڈوں پر جب پاکستانی جہاز پہنچتے ہیں تو مقامی سپاہی ڈنڈے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے، سوٹیاں اٹھائی ہوئیں، ان کے ٹخنوں پر مارتے ہیں کہ یوں سیدھے ہو، یہاں کھڑے ہو، ایسے قطار بناؤ اور ایسا ذلت آمیز سلوک ان سے ہوتا ہے کہ جس طرح گائے بھینسوں کو ظالم ممالک میں ہانکا جاتا ہے۔ جو ترقی یافتہ ممالک ہیں ان میں تو گائے بھینس کی بھی اس سے بہت زیادہ عزت کی جاتی ہے۔ تو یہ کب تک برداشت کریں گے؟ غلاموں کی طرح ان سے سلوک اور پھر ان کی کمائیوں کا کوئی تحفظ نہیں۔ یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ وہ غریب مزدوری کرنے جاتے ہیں اور وہ مزدوری کے نتیجے میں ساری عمر کی کمائیاں لاکھ دو لاکھ جو کماتے ہیں، اگر اُن کا مالک ناراض ہو جائے اور فیصلہ کر لے کہ ان کو ان کا حق نہیں دوں گا تو معاہدہ اس قسم کا ہوا ہوتا ہے کہ اس کے اختیار میں ہے کہ نہ دے۔ اگر عدالت میں جائیں بھی تو وہاں انکی کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔ تو نوکر رکھنے والا اگر ظالم اور سفاک ہو اور اس کو یقین ہو کہ میں جو چاہوں گا کروں گا تو نوکر کو تو غلام سے بھی زیادہ ذلت نصیب ہوتی ہے۔ پس ان ممالک کو ہندوستان پاکستان فلپائن وغیرہ یا جن جن ممالک سے لوگ آتے ہیں وہاں اکٹھے ہو کر یہ فیصلے کرنے چاہئیں کہ ہم اپنے مزدوروں کو عزت اور وقار کا تحفظ دیں گے اور اگر ان کی حق تلفی کی گئی یا اُن سے بدسلوکی کی گئی تو سب مزدور مہیا کرنے والے ممالک مل کر آجر ممالک پر دباؤ ڈال کر اپنے مزدوروں کے حق دلوائیں گے۔ اس طرح توازن پیدا ہو جائیں گے اور توازن کے نتیجے میں امن پیدا ہوتا ہے کیونکہ توازن ہی عدل کا دوسرا نام ہے جس کو قرآن کریم نے میزان بھی قرار دیا ہے۔ پس امن بڑی قوموں کے طاقت ور بادشاہوں یا ڈکٹیٹروں یا صدروں کے تحکمات سے تو قائم نہیں ہوا کرتا۔ امن تو لازماً توازن کے نتیجے میں قائم ہوں گے اور توازن عدل سے پیدا ہوتا ہے بلکہ ایک ہی چیز کے دو نام ہیں ـــــ پس تمام عالمی سیاست میں نئے توازن پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اور اس عہد کی ضرورت ہے کہ ہماری ہر انجمن، ہمارا ہر اتحاد، عدل کی بالادستی کے اصول پر قائم ہو گا۔

عدل کی بالادستی تسلیم کرنے کا عہد کیا جائے

پس یہ جتنی انجمنوں کا میں نے ذکر کیا ہے ان میں یہ بنیادی شرط ہونی چاہیئے کہ ہر شامل ہونے والا ملک یہ عہد کرے کہ میں عدل کی بالادستی کو تسلیم کرتا ہوں، اپنے مفادات کی بالادستی کو تسلیم نہیں کرتا۔ اور پھر ایسے انتظام ہونے چاہئیں کہ عدل کی بالادستی کا واقعی کوئی نہ کوئی ذریعہ پیدا کیا جائے اور جو عدل کا احترام نہیں کرتا اس کو اس نظام سے الگ کر دیا جائے۔

اقوامِ متحدہ کے عجیب و غریب تضادات

جو موجودہ یونائیٹڈ نیشنز ہے اس میں کئی قسم کے اندرونی تضادات بھی ہیں، ان سے فائدہ اٹھانا چاہیئے تاکہ نئی انجمنوں میں ایسے تضادات پیدا نہ ہوں۔ جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا تھا کہ یہ عجیب ظالمانہ قانون ہے کہ اگر ساری دنیا میں امریکہ، روس، چین وغیرہ پانچ ملکوں میں سے صرف ایک ملک کسی مُلک پر ظلم کرنے کا فیصلہ کر لے تو جس پر چاہے اس پر حملہ کروا دے۔ اس کے لئے عالمی طاقتوں کو جوابی کارروائی کا کوئی حق حاصل نہیں ہو سکتا جب تک سیکیورٹی کونسل کے مستقل ممالک میں سے ایک مُلک اس بات پر قائم رہتا ہے کہ میں کسی کو اِس مُلک کے خلاف جوابی کارروائی کی اجازت نہیں دوں گا۔ اس کا نام ویٹو ہے

یہ فیصلہ آج تک نہیں ہوا کہ یونائیٹڈ نیشنز یا سیکیورٹی کونسل کی حیثیت کیا ہے؟ کیا یہ عدلیہ ہے؟ اگر یہ عدلیہ ہے تو پھر بین الاقوامی عدالت کی کیا ضرورت ہے؟ اگر یہ عدلیہ نہیں ہے تو جھگڑوں میں فیصلہ کرتے وقت یہ کیسا فیصلہ کر سکتے ہیں؟ اور پھر عدلیہ نہ ہونے کی وجہ سے اس فیصلے کو بزور نافذ کرنے کا اختیار بھی ان کو نہیں ہو سکتا۔ اور اگر عدلیہ ہے تو ان کے عدل کا اثر کہاں کہاں تک جائے گا؟ وہ قومیں جو ان کی ممبر نہیں ہیں ان پر بھی پڑے گا کہ نہیں؟ یہ ایک اور سوال ہے جو اس کے نتیجے میں اٹھتا ہے۔

پھر اگر یہ محض ایک مشاورتی ادارہ ہے تو فیصلوں کو بزور نافذ کرنے کا سوال ہی باقی نہیں رہتا۔ ایسی صورت میں محض اسی حد تک اخلاقی دباؤ کا ضابطہ طے ہونا چاہیئے جس کا سب قوموں کے خلاف برابر اطلاق ہو سکے۔

اور اگر یہ محض تعاون کا ادارہ ہے تو تعاون کس طرح لیا جائے اور کون کون سے ذرائع اختیار کئے جائیں اور اگر تعاون حاصل نہ ہو تو کیا کرنا چاہیئے؟ یہ سب فیصلے ہونے والے ہیں۔

اسی طرح اگر یہ محض فلاح و بہبود کے کاموں میں غریب قوموں کی مدد کرنے کا ادارہ ہے تو اس پہلو سے بھی یہ حیثیت واضح اور معین ہونی چاہیئے اور سیاست

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور رنگ و نسل سے بالا رہ کر غریب قوموں یا آفت زدہ علاقوں کی امداد کا ایسا لائحہ عمل تیار ہونا چاہیئے جس کی رُو سے اقوامِ متحدہ کی انتظامیہ آزادانہ فیصلہ کر سکے اور آزادانہ تنفیذ کی اہلیت بھی رکھتی ہو۔

یہ سوال بھی لازماً طے ہونا چاہیئے کہ اقوامِ متحدہ کی انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس کے فیصلوں کے نفاذ کو کیسے یقینی بنایا جائے کہ بڑی سے بڑی طاقت بھی اسے ماننے پر مجبور ہو۔ جب تک ان سوالات کا تسلّی بخش جواب نہ ہو جس سے غریب اور کمزور قوموں کے حقوق کے تحفّظ کی ضمانت ملتی ہو۔ یہ ادارہ محض طاقتور قوموں کی اجارہ داری کا ایک پُرفریب آلہ کار بنا رہے گا۔

ایک سب سے اہم بات یہ ہے کہ اگر یہ عدلیہ ہے تو یہ سوال اٹھے گا کہ ایک ایسا غریبا ملک جس کی حمایت میں نہ امریکہ ہو، نہ روس ہو، نہ چین ہو، نہ فرانس ہو، نہ برطانیہ ہو اور اس کے حق میں اگر اقوامِ متحدہ کوئی بڑا فیصلہ کر دیتی ہے یعنی دو تہائی کی اکثریت سے فیصلہ کر دیتی ہے کہ یہ مظلوم ملک ہے اس کی حمایت ہونی چاہیئے تو اس فیصلے کو نافذ کیسے کریں گے؟ وہ کیسی عدلیہ ہے جسے فیصلوں کو نافذ کرنے والی طاقتوں کا تعاون نصیب نہ ہو، اور تعاون حاصل کرنے کا قطعی ذریعہ اسے میسّر نہ ہو۔

اس کی مثال تو ویسی ہی ہے کہ جیسے ایک دفعہ جب امریکہ کے ریڈ انڈینز نے امریکہ کی حکومت کے خلاف وہاں کی عدالتِ عالیہ میں اپیل کی اور یہ مسئلہ وہاں کی سپریم کورٹ کے سامنے رکھا کہ بار بار امریکہ کی حکومت نے ہم سے معاہدے کئے اور بار بار ان کی خلاف ورزی کی۔ بار بار جھوٹے تحفظات دیئے اور بار بار وہ علاقے جن کے متعلق قطعی طور پر تحریری معاہدے تھے کہ یہ ہمارے ہو چکے اور مزید ان میں دخل نہیں دیا جائے گا، دخل دے کر ہم سے خالی کروائے گئے۔ اور ہمیں دھکیلتے دھکیلتے یہ ایک ایسی حالت میں لے گئے ہیں کہ جہاں ہماری اب بقا ممکن نہیں رہی۔ اب سوال زندہ رہنے یا نہ زندہ رہنے کا ہو گیا ہے۔ اس پر امریکہ کی سپریم کورٹ نے ان کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ انہوں نے کہا بالکل صحیح شکایت ہے۔ ان تمام معاملات میں جو ہمارے سامنے رکھے گئے ہیں حکومت نے غیر منصفانہ طریق اختیار کیا ہے اور ریڈ انڈینز کا حق ہے کہ پرانے سب فیصلوں کو منسوخ کر کے ان کے حقوق بحال کئے جائیں۔ جب یہ فیصلہ ہوا تو امریکہ کے صدر نے کہا کہ عدالتِ عالیہ کا فیصلہ سر آنکھوں پر لیکن اب عدالتِ عالیہ کو چاہیئے کہ اس کو نافذ بھی کر دے۔ تو بالکل وہی حیثیت آج یونائیٹڈ نیشنز کی ہے۔ ان پانچوں میں سے جن کو PERMANENT MEMBERS (مستقل اراکین) کہا جاتا ہے اگر ایک بھی چاہے کہ فیصلہ نافذ نہیں ہو سکتا، تو نہیں ہو سکتا۔

عجیب انصاف کا ادارہ ہے کہ جس کے خلاف بڑی طاقتیں سر جوڑ لیں اور ظلم پر اکٹھی ہو جائیں تو وہاں ہر چیز نافذ ہو جائے گی لیکن جہاں یہ فیصلہ ہو کہ نافذ نہیں ہونے دینا تو وہاں دنیا کا کوئی ملک، الگ الگ یا سارے مل کر بھی کوشش کریں تو اس کے مقابل پر ایک ملک کھڑا ہو سکتا ہے اور کہہ سکتا ہے کہ فیصلہ نافذ نہیں ہو گا اور اگر اتفاق بھی کر لیا جائے جیسا کہ فلسطین کے مسئلہ میں کئی ریزولیوشنز میں پانچوں طاقتوں نے اتفاق بھی کر لیا کہ اسرائیل وہ علاقے خالی کر دے تو اگر وہ پانچوں اتفاق بھی کر جائیں تب بھی فیصلہ نافذ نہیں ہو سکتا۔ یہ عجیب قسم کا امنِ عالم کا ادارہ ہے اور عجیب قسم کی یونائیٹڈ نیشنز ہے۔ فیصلے کرنے کا اختیار ہے، فیصلے نافذ کرنے کا اختیار نہیں۔ فیصلے نافذ کرنے کا اختیار بڑی طاقتوں کو ہے اور بڑی طاقتوں کی مرہونِ منت تمام دنیا کی قومیں بنی ہوئی ہیں۔ یہ ادارہ زندہ رہنے کے لائق نہیں ہے۔ یہ غلامی کو جاری رکھنے کا ادارہ ہے۔ غلامی کے تحفّظات کا ادارہ ہے۔ آزادی کے تحفّظات کا ادارہ نہیں۔

اس لئے اگر آج تیسری دنیا کی قوموں نے اس ادارے کے خلاف علمِ بغاوت بلند نہ کیا یا یہ کہنا چاہیئے کہ ان کو انصاف کے نام پر تعاون پر مجبور نہ کیا اور اپنے قوانین بدلنے پر مجبور نہ کیا تو دنیا کی قومیں آزاد نہیں ہو سکیں گی اور یہ ادارہ مزید خطرات لے کر دنیا کے سامنے آئے گا اور اسے بار بار بعض خوفناک مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے استعمال کیا جائے گا۔ اس کی تفصیل میں جانے کی اس وقت ضرورت نہیں۔

اَمنِ عالم کا انحصار اسرائیل کے فیصلوں پر ہے

اب میں آخری بات آپکے سامنے یہ رکھنا چاہتا ہوں کہ اسرائیل کو بھی آج مخاطب ہو کر میں ایک مشورہ دے رہا ہوں۔ عام طور پر مسلمانوں میں یہ تأثر پایا جاتا ہے کہ اسرائیل کا قیام مغرب کی سازش کے نتیجے میں، اسرائیل کی چالاکیوں کے نتیجے میں ہوا ہے۔ یہ اپنی جگہ درست ہے لیکن اگر خدا کی تقدیر یہ نہ چاہتی تو ایسا کبھی نہیں ہو سکتا تھا۔ اس تقدیر کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ کس تقدیر نے آج اسرائیل کا مسئلہ کھڑا کیا ہے۔ اور اسی تقدیر کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہے کہ اس مسئلے کا کیا حل ہے۔ پس میں قرآن مجید اور حدیث پر بنا رکھتے ہوئے اس مسئلے کو آج آپکے سامنے کھولنا چاہتا ہوں اور اسرائیل کو مشورہ دینا چاہتا ہوں کیونکہ آج امنِ عالم کا انحصار اسرائیل پر ہے اور اسرائیل کے فیصلوں پر ہے اور یہی ہمیں قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔

قرآن کریم میں سورۂ اسراء جسے بنی اسرائیل بھی کہا جاتا ہے، اس میں اس مسئلے پر چند آیات ہیں جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ آیت نمبر ۵ یعنی اگر بسم اللہ کو شمار کریں تو پانچ ورنہ چار، فرماتی ہیں - - - - - - - کہ ہم نے بنی اسرائیل کے لئے یہ مقدر کر دیا تھا کتاب میں یعنی غالباً زبور مراد ہے یا تقدیر کی کتاب ہو سکتی ہے۔ بہرحال ہم نے کتاب میں اسرائیل کے ضمن میں یہ تقدیر بنا دی تھی، یہ فیصلہ کر دیا تھا کہ - - - - - - - کہ تم یقیناً دو دفعہ زمین میں فساد برپا کرو گے - - - - - - - اور بہت بڑی بغاوتیں کرو گے۔ اگلی چھٹی آیت فرماتی ہے - - - - - - - کہ جب پہلا وعدہ پورا ہونے کا وقت آیا تو ہم نے تم پر ایسے بندے مبعوث فرما دیئے جو بہت شدید جنگ کرنے والے بندے تھے۔ ہمارے بندے ایسے تھے جو نہایت سخت جنگجو تھے۔ وہ تمہارے گھروں کے بیچ میں گھس گئے۔ - - - - - - - اور خدا کا یہ وعدہ پورا ہونا ہی تھا اس وعدے کو کوئی ٹال نہیں سکتا تھا کہ پہلی بغاوت تم کرو اور تمہیں سزا ملے۔ اور وہ سزا دے دی گئی۔ - - - - - - - پھر ہم نے تمہیں دوبارہ اُن پر ایک طاقت عطا کر دی، غلبہ عطا فرما دیا اور ہم نے تمہاری مدد کی اسی ذریعے سے، اموال کے ذریعے سے بھی اور اولاد کے ذریعے سے بھی اور پھر ہم نے تمہیں بڑھاتے ہوئے ایک بڑی طاقت بنا دیا - - - - - - - لیکن اس شرط کے ساتھ کہ اگر تم اب حسنِ سلوک کرو گے اور پہلی بدیاں ترک کر دو گے تو در اصل اپنے سے ہی حسنِ سلوک کرنے والے ہو گے اور اگر تم نے پھر وہی بدی اختیار کی جو پہلے کر چکے تھے تو پھر وہ بدی بھی تمہارے خلاف ہی پڑے گی یعنی عملاً تم اپنے سے وہ بدی کرنے والے ہو گے۔ فرمایا - - - - - - - پھر دوسری دفعہ وعدہ پورا کرنے کا وقت بھی آ گیا جیسا کہ دو وعدے کئے گئے تھے - - - - - - - تاکہ یہ تقدیر پوری ہو کہ تم پھر بدی کرو گے اور اس بدی کا مزہ چکھو گے اور تمہارے چہرے رسوا اور کالے کر دیئے جائیں گے - - - - - - - تاکہ وہ دوبارہ مسجد میں داخل ہوں جس طرح پہلے داخل ہوئے تھے اور اسے تباہ و برباد کر دیں۔ (یہاں ہیکل سلیمانی مراد ہے)

اسرائیل کے قیام کا وعدہ

یہ دو وعدے تاریخ میں پورے ہو گئے، ایک تیسرا بھی ہے، اس کا بھی قرآن کریم کی اسی سورۃ میں ذکر ملتا ہے (چنانچہ) اگلی آیت یعنی نویں آیت میں فرمایا - - - - - - - کہ اس کے بعد جب خدا چاہے گا اور اگر خدا نے چاہا - - - - - - - ہو سکتا ہے۔ عین ممکن ہے کہ خدا یہ چاہے - - - - - - - کہ ایک دفعہ پھر تم پر رحم فرمائے لیکن یاد رکھنا جب تم پر رحم کیا جائے گا تو اس بات کو نہ بھلانا - - - - - - - اگر تم نے پھر اُن سب بدیوں کا اعادہ کیا اور تکرار کی تو ہم بھی ضرور اُن سزاؤں کا اعادہ کریں گے جن کے دو دفعہ تم ماضی میں مزے چکھ چکے ہو - - - - - - - اس کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں پھر اور کوئی چوتھی حرکت ان کی طرف سے نہیں ہو گی کیونکہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر جہنم کا ذکر ہے ۔ اس کے بعد دنیا کے معاملات طے اور ختم، پھر آخری فیصلہ قیامت کے بعد ہوگا اور جہنم کے ذریعے سزا دی جائے گی۔

پہلے دو وعدوں کے متعلق میں مختصراً بتادوں کہ کس طرح پورے ہوئے، ایک وعدہ تو شروع ہوا ۷۲۱ قبل مسیح میں جبکہ اسیرینز (ASSYRIANS) نے یہود کی دو مملکتوں میں سے شمالی مملکت کو تاخت و تاراج کیا اور اس پر قبضہ کر لیا اور یہ سماریہ بستی سے تعلق رکھنے والی مملکت تھی جسے اسرائیل کہا جاتا تھا ۔ پس ۷۲۱ قبل مسیح میں یہ واقع شروع ہوا ۔ مکمل نہیں ہوا ۔ اسکی تکمیل ۵۹۷ قبل مسیح سے شروع ہوئی اور ۵۸۷ قبل مسیح میں پھر وہ دور اپنے درجۂ کمال کو پہنچا یعنی وہ طاقت جسکو توڑنے کا آغاز اسیرینز سے ہوا تھا، ۱۲۴ سال کے بعد دوسرا سلسلہ (اسکے توڑنے کا) شروع ہوا اور اس دفعہ بابلیوں میں سے نبوکدنضر (NEBUCHADNEZZAR) نے یہودیوں کی بقیہ مملکت پر جسے جودیا کہا جاتا تھا یا جودا (JUDAH) بھی کہتے ہیں اور جسمیں یروشلم دارالخلافہ ہے اس پر حملہ کیا۔

پس یاد رکھیں کہ اس وعدے کیمطابق پہلا حملہ اسرائیل کو یعنی یہودیوں کی سلطنت کو ارض کنعان میں توڑنے کے لئے ۷۲۱ قبل مسیح میں ہوا اور اسیرین نے اس کا آغاز کیا اور اس کی تکمیل کے لئے دوسرا سلسلہ بنوکدنضر نے ۵۹۷ قبل مسیح میں شروع کیا اور ۵۸۷ قبل مسیح میں مکمل کیا ۔ دونوں دفعہ یہود کی طاقت کو شدید ضربیں لگائی گئیں لیکن دوسری دفعہ عملاً اُسے بالکل ملیامیٹ اور نیست و نابود کر دیا گیا ۔ بیشمار یہودیوں کو قیدی بناکر نبوکدنضر ساتھ لے گیا اور اس میں حضرت حزقیل بھی ساتھ تھے اور حضرت حزقیل کی کتاب سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سزا جو یہود کو ملی تھی یہ اسلئے ملی تھی کہ ان کی کتاب میں جو الٰہی محاورہ ہے وہ یہ ہے کہ ان دو بستیوں کی مثال دو کسبی عورتوں کی طرح ہو گئی تھی جو اپنا جسم بیچتی ہیں اور بے حیائی میں حد سے بڑھتی چلی جاتی ہیں اور غیروں کو اپنا دوست بناتی ہیں اور خدا سے دوستی توڑ رہی ہیں ۔ بہت ہی خوفناک نقشہ کھینچا گیا ہے۔ اور فرمایا کہ جیسی سزا مقدر تھی خدا نے ان سے پھر تعلق توڑ لیا اور کہا اے کسبی عورتو! جسکی تم ہو اُسی کی ہو رہو ۔ چنانچہ واقعتہً نبوکدنضر نے ان کسبیوں کو اٹھا کر اپنے وطن سے جدا کر دیا اور ھیکل سلیمانی کی اینٹ سے اینٹ بجادی ۔

اسکے بعد ۵۵۱ یا ۵۳ میں اُس کے لگ بھگ حضرت حزقیلؑ نبی کی کوششوں سے اہل فارس سے تعلقات کا ایک سلسلہ شروع ہوا تھا اور ہاروت ماروت کا جو ذکر قرآن کریم میں ملتا ہے یہ وہی زمانہ ہے ۔ اس کے نتیجے میں ان سے انہوں نے مدد حاصل کی اگرچہ یہ انقلاب بعد میں آیا لیکن یہ حضرت حزقیلؑ کے زمانے میں ہی شروع ہوا تھا چنانچہ بنوکدنضر کے دوسرے شدید حملے کے ۴۸ سال بعد یعنی اُس حملے کے ۴۸ سال بعد جسمیں اُس نے یروشلم کی بستی اور فلسطین کو کلیتہً تباہ و برباد کر دیا تھا ۔ اہل فارس کی مدد سے یہود کو دوبارہ ارض مقدس پر غلبہ نصیب ہوا اور یہ واقعہ ۵۳۹ قبل مسیح کا ہے جب کہ سائرس (CYRUS) بادشاہ کی مدد سے یہود کو واپس یروشلم میں لے جا کر آباد کر دیا گیا ہے اور اسکے بعد پھر ان کو کئی سو سال تک وہاں رہنے کی توفیق ملی اور جیسا کہ بعض دوسری کتب میں پیشگوئی کے رنگ میں یہ درج ہے کہ یہ دونوں شہر دوبارہ کسبی ہو جائیں گے اور دوبارہ گندگی اختیار کریں گے اور پھر ان کو سزا ملے گی۔

پس قرآن کریم نے جو نقشہ کھینچا ہے کہ مقدر تھا کہ دو دفعہ تم زمین میں فساد کرو اور دو دفعہ تم بغاوت کرو بعینہٖ اسی طرح ہوا ہے ۔ پہلے فساد برپا کیا اُس کے بعد دوسری قومیں آئیں پھر اُنہوں نے اُن کے خلاف بغاوت کی اور بغاوت کیے بھی کچلے گئے ہیں۔ چنانچہ دوسری دفعہ کے بعد جب سزا کا سلسلہ شروع ہوا تو رومن بادشاہ POMPEY نے ۶۳ قبل مسیح میں جودا (JUDAH) پر قبضہ کر لیا اور پھر وہاں سے ان کی تباہی کا آغاز کیا لیکن اس کے باوجود ۱۳۲ بعد مسیح تک یہ تباہی مکمل نہیں ہوئی۔ ۱۳۲ بعد مسیح میں ھیڈرین (HADRIAN) جو بہت بڑا رومن EMPEROR ہے جسکے متعلق کہا جاتا ہے کہ رومن بادشاہوں کی تاریخ میں غیر معمولی مقام رکھتا ہے ۔ یہ وہی بادشاہ ہے جسکی سلطنت انگلستان سے لے کر افریقہ تک اور پھر دریائے فرات تک پھیلی ہوئی تھی اور انگلستان بھی اس کو آنے کا موقعہ ملا ۔ یہاں شمال میں ایک دیوار ہے جسطرح دیوار چین بنائی گئی ہے ۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ کوئی ۸۰ میل، بعض کہتے ہیں ۷۴، ۷۶ میل ہے ۔ یہ ایک بہت بڑی دیوار ہے جو آج تک قائم ہے ۔ یہ اسی ہیڈرین بادشاہ نے بنائی تھی۔ پس جب یہودیوں نے وہاں دوبارہ بغاوت کی تو اس بغاوت کو کچلنے کے لئے ہیڈرین بادشاہ نے اپنے اس جرنیل کو واپس بلا لیا جو انگلستان پر حکومت کرتا تھا اور اسی نے غالباً یہاں اپنا تسلط جمائے رکھا تھا ۔ بہت قابل جرنیل تھا ۔ اُس کو بلا کر یہود کو کچلنے کے لئے بھجوا دیا ۔ یہ واقعہ ۱۳۲ء کے لگ بھگ ہوا ۔ سو فیصدی تاریخ دان متفق نہیں ہیں ۔ کہتے ہیں ۱۳۲ء سے لے کر ۱۳۴ء تک یہ معاملہ مکمل ہو گیا تھا ۔ اُس نے ان کو ایسا خوفناک مزا چکھایا ہے بغاوت کا کہ مؤرخین کہتے ہیں کہ ۵ لاکھ یہودیوں کو وہاں تہ تیغ کیا ۔ پہلے تو مجھے خیال آیا یہ ہو نہیں سکتا یہ غلطی ہوگی لیکن جب میں نے قرآن کریم کی پہلی پیشگوئی کو پڑھا کہ ہم تمہیں بہت اولاد دینگے اور بہت برکت تمہارے نفوس میں دیں گے ۔ تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بالکل درست تاریخی واقعہ ہے ۔ واقعتہً اُس زمانے کے لحاظ سے ۵ لاکھ کے قریب یہودی وہاں ہلاک کئے گئے اور مسجد کو دوبارہ نیست و نابود کر دیا گیا ۔

پس دو دفعہ ہیکل سلیمانی تعمیر ہوا اور دو دفعہ برباد ہوا ۔ یہ سب کچھ جب ہو چکا تو اسکے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے .... ابھی بھی خدا تعالیٰ کو ہو سکتا ہے تم پر رحم آجائے ۔ یعنی یہ دو ہلاکتیں پوری ہو گئیں ۔ دو پیشگوئیاں اپنے وقت پر پوری ہو کر ختم ہوئیں لیکن .... یہ کب ہونا ہے اور کس طرح ہونا ہے اسکے متعلق اسی صورت کے آخر پر یہ آیت ہے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے کے مضمون سے تعلق رکھنے والی آیت ہے اور اسی مضمون میں گھری ہوئی یہ آیت ہے جس کا مطلب ہے کہ یہ رحم کا واقعہ دور آخر میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں آپ کی اُمت کے وقت میں ہونا تھا ۔ چنانچہ فرمایا .... (بنی اسرائیل: آیت ۱۰۵) کہ جب وہ وعدۂ آخرہ آئیگا جبکہ ساری دنیا سے تمہیں اکٹھا کر کے دوبارہ اس زمین پر لے کر آنا ہے تو اس وقت خدا کی تقدیر ایسا انتظام کرے گی اور تم سب لوگوں کو اکٹھا کیا جائے گا ۔ یہ واقعہ پہلی دفعہ ہوا ہے ۔ گذشتہ تاریخوں میں یہود بار بار فلسطین پر بستے رہے لیکن ایک دفعہ بھی ایسا نہیں ہوا کہ DIASPORA یعنی وہ سارا علاقہ جہاں یہود منتشر ہو گئے تھے اُن تمام علاقوں سے دوبارہ اکٹھے کئے گئے ہوں ۔ یہ تاریخ عالم کا پہلا واقعہ ہے ۔ پس دیکھیں قرآن کریم کی پیشگوئیاں کس صفائی اور کس حیرت انگیز شان کے ساتھ پوری ہوئی ہیں ۔ اور آئندہ پوری ہوں گی ۔

خُدا کی تقدیر نے یہود پر رحم کھایا

پس یہود کو میں بتانا چاہتا ہوں کہ ان پیشگوئیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی تقدیر نے تم پر رحم کھاتے ہوئے اور (NAZIS) نازی جرمنی میں تم پر مظالم کی جو حد ہو گئی تھی اُن کے نتیجے میں یہ فیصلہ کیا کہ بہت ہو چکی، شاید اب تم نے سبق سیکھ لئے ہوں، تمہیں معاف کر دیا گیا اور تمہیں دوبارہ وہاں ایک غلبہ عطا کیا گیا ۔ اس غلبے کو توڑنے کی مسلمان حکومتوں کو طاقت نہیں ہوگی کیونکہ احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ ایک فتنہ اٹھے گا جو عراق اور شام کے درمیان سے اُس چھوٹے سے سمندر کے رستے سے نکلے گا اور اس کا سارا پانی پی جائیگا جو اسرائیل میں واقع ہے ۔ بحیرۂ طبریہ اس کا نام ہے جسکا حدیث میں ذکر ہے ۔ یہ اسرائیل کے علاقے میں ایک چھوٹا سا سمندر ہے ۔ جسمیں سے دریائے اُردن ہو کر گذرتا ہے ۔ فرمایا: وہاں بہت بڑا لشکر جمع ہوگا اور وہ نکلے گا اور بہت بڑی طاقت ہے جو یلغار کرے گی ۔ پس اگر اسرائیل نے پچھلی دو تاریخی ہلاکتوں سے سبق حاصل نہ کیا اور تلخ تجربوں سے سبق حاصل نہ کیا تو تمام دنیا کے امن کو درہم برہم کرنے کے لئے اسرائیل سے فتنہ اٹھے گا اور یہ مقدر ہے اس کو دنیا کی کوئی طاقت بدل نہیں سکتی ۔ پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم اُسے تباہ کریں گے اور ہم ایسا انتظام کریں گے کہ وہ اور ان کے ساتھ ساری طاقتیں جو ان کی ممد اور مددگار ہیں ان کے ٹکڑے اڑا دیں اور اُن کو عبرت کا نشان بنادیں ۔ آخری پیغام اس حدیث میں یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اُن کے گلوں میں ایسی گٹھلیاں نکالے گا اور ایسی بیماریاں پیدا کرے گا ۔ جن کے ساتھ وہ بڑے ہولناک طریق پر بڑے وسیع پیمانے پر ہلاک ہوں گے اور یہ وہی بیماری ہے ایڈز AIDS جسکا میں نے ذکر کیا تھا ۔ یہ جو میرا اندازہ ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی حسب ذیل پیشگوئیوں پر مبنی ہے جو کہ حدیث میں تفصیل کے ساتھ ملتی ہیں ۔

حضرت نواس بن سمعانؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے دجال کا ذکر فرمایا اور تفصیل سے اُس کے حالات بیان کرتے ہوئے فرمایا ۔ یہ حدیث تو بہت طویل ہے ۔ مَیں اس میں سے صرف چند فقرے یہاں آپ کے سامنے رکھتا ہوں ۔ آپؐ نے فرمایا .... کہ وہ شام اور عراق کے درمیان کے علاقے سے ظاہر ہوگا ۔ دائیں بائیں جدھر رُخ کرے گا ۔ قتل و غارت کا بازار گرم کرتا چلا جائے گا ۔" پھر فرمایا: "اس میں ایسے ابرِ باراں کی سی تیزی ہوگی جسے پیچھے سے تیز ہوا دھکیل رہی ہو ۔" (جیسے آج کل کے جیٹ (JET) ہوائی جہاز اڑتے ہیں) ۔ پھر فرمایا کہ "ایسے ہی حالات میں اللہ تعالیٰ .... کو مبعوث فرمائے گا اور انہیں بذریعہ وحی یہ خبر دے گا کہ .... میں نے اب کچھ ایسے لوگ بھی برپا کئے ہیں ۔ جن سے جنگ کی کسی میں طاقت نہیں ۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایڈز کی بیماری کی خبر

پھر مزید فرمایا کہ " اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو برپا کرے گا اور وہ ہر بلندی سے تیزی کے ساتھ پھلانگتے ہو گزر جائیں گے"۔

فرمایا: " یاجوج ماجوج کی اس ٹڈی دل فوج کے اگلے حصے .... بحیرہ طبریہ کے پاس سے گزریں گے اور اس کا سارا پانی پی جائیں گے اور جب اس فوج کا آخری حصہ وہاں پہنچے گا تو کہے گا کہ یہاں کبھی پانی ہوا کرتا تھا وہ اب کہاں گیا۔ ان روح فرسا حالات میں نبی اللہ مسیح موعود .... اور آپ کے ساتھی ...... اللہ کے حضور دعائیں کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو قبول فرمائے گا .... اور یاجوج ماجوج کی گردنوں میں کیڑے پیدا کر دے گا"۔ (صحیح مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال) جو بڑے پیمانے پر تیزی سے ان کی ہلاکت کا موجب بنیں گے۔

پھر ایک دوسری حدیث میں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں "........... (سنن ابن ماجہ۔ کتاب الفتن۔ باب العقوبات) یعنی اگر کوئی قوم جنسی بے حیائی میں مبتلا ہو جائے اور اس کی نمائش کرے تو اسمیں ایک قسم کی طاعون کی بیماری پھیل جاتی ہے جو ان سے پہلوں میں کبھی نہیں پھیلی۔

یہ وہ حدیث ہے جو خصوصیت کے ساتھ ایڈز AIDS کی بیماری کی طرف کھلے کھلے لفظوں میں اشارہ کر رہی ہے اور یہ ایڈز AIDS وہ بیماری ہے جسے ایک قسم کی طاعون کہا جاتا ہے اور یہ وہ بیماری ہے جس کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ اس سے پہلے کبھی دنیا میں نہیں پھیلی۔

دلچسپ بات ہے کہ بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو بھی خدا تعالیٰ نے ایک نئی قسم کی طاعون پھیلنے کی خبر دی تھی۔ یہ ۱۳ر مارچ ۱۹۰۷ء (کی خدا کی خبر) ہے فرماتے ہیں۔

" یورپ اور دوسرے عیسائی ملکوں میں ایک قسم کی طاعون پھیلے گی جو بہت ہی سخت ہوگی۔ (تذکرہ: صفحہ ۷۰۵)

پس ایک یہ ہلاکت ہے جو آج نہیں تو کل مقدر ہے۔ اگر ان قوموں نے اپنی اصلاح نہ کی تو ان کی بد اعمالیوں سے نہایت خوفناک نتائج نکلیں گے۔

اس موقعہ پر یہ وضاحت ضروری ہے کہ انذاری یعنی ڈرانے والی (خبریں) ہمیشہ مشروط ہوتی ہیں خواہ ظاہری لفظوں میں شرط کا ذکر ہو یا نہ ہو۔ اس کی واضح مثال حضرت یونسؑ کے واقعہ میں ملتی ہے کہ ایک قطعی پیشگوئی ان کی قوم کی توبہ اور گریہ و زاری سے ٹل گئی۔

امن پسند یہودیوں کو مشورہ

پس اسرائیل کی تباہی یا بقا کا فیصلہ اگرچہ آسمان پر ہوگا لیکن اگر یہود کے معتدل مزاج اور امن پسند عناصر، انتہا پسند صیہونیوں پر غلبہ حاصل کر لیں اور ان کی سرشت میں داخل بہیمانہ انتقام پسندی کے پنجے کاٹ دیں اور بحیثیت قوم، یہود یہ انقلابی فیصلہ کر لیں کہ مسلمان ہوں یا عیسائی ہر دوسری قوم سے انصاف بلکہ احسان کا معاملہ کریں گے تو میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ جیسا کہ قرآن کریم میں وعدہ ہے اللہ تعالیٰ اُن سے احسان کا سلوک فرمائے گا اور مسلمان بھی ان کے ساتھ عدل اور احسان کا سلوک کریں گے۔ اُنہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ ملّاں کی سرشت اسلام کی سرشت نہیں۔ قرآن اور اسوۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سرشت مسلمان کو بخشی ہے اس میں انتقام نہیں بلکہ عفو اور بخشش اور رحم کا جذبہ غالب ہے۔

عیسائی مغربی قوموں کو بھی میں خلوص دل سے یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ قرآن اور احادیث میں مندرج پیشگوئیوں میں آپ کے لئے جن عبرتناک سزاؤں کا ذکر ملتا ہے انہیں حقارت اور استہزاء کی نظر سے نہ دیکھیں۔ آسمانی نوشتے کبھی زمینی چالاکیوں سے ٹالے نہیں جا سکتے۔ اگر ٹالے جا سکتے ہیں تو سچی توبہ اور استغفار اور پاک تبدیلی سے۔ اگر ایسا ہو تو اللہ تعالیٰ کی مغفرت جو اس کے غضب پر حاوی ہے ہر مقدر سزا کو ٹالنے یا کالعدم کرنے پر قادر ہے

پس ضروری ہے کہ اپنی سیاسی اور اقتصادی اور اخلاقی اور معاشرتی طرز فکر میں بنیادی تبدیلی پیدا کریں۔ ہر میدان میں بلا استثناء عدل کے تقاضوں کو قومی اور نسلی مفادات کے تقاضوں پر غالب کریں۔ غریب اور کمزور قوموں سے حسن سلوک کریں۔ اگر اسلام قبول نہیں کر سکتے تو کم سے کم تورات اور اور انجیل کی پاکیزہ تعلیم ہی کی طرف لوٹیں اور اپنی تہذیب کو ہر لحظہ بڑھتی ہوئی بے حیائی سے پاک کریں۔ اگر آپ ایسا کریں تو آپ کی تقدیر شر، تقدیر خیر میں بدل جائے گی اور اہل اسلام اور دوسرے بنی نوع انسان کے ساتھ مل کر آپ کو ایک نظامِ نو کی تعمیر کی توفیق ملے گی اور انسان کا امن عالم کا خواب حقیقت میں ڈھل جائے گا۔

اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو نظامِ کہنہ تو بہرحال مٹایا جائے گا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی بہت سی قوموں کی عظمتیں بھی مٹا دی جائیں گی اور ہمیشہ کے لئے اُن کی جاہ و حشمت خاک میں مل جائے گی۔ مگر میری تو یہی تمنا اور یہی دعا ہے کہ نظام جہان نو، تباہ شدہ قوموں کے کھنڈرات پر نہیں بلکہ تبدیل شدہ اور اصلاح پذیر قوموں کی آب و گِل سے تعمیر کیا جائے۔

جو کچھ ہوگا دعا کے ذریعہ ہوگا

جہاں تک ہمارا تعلق ہے۔ ہمیں تو ہمارے خدا نے پہلے ہی بتا دیا ہے کہ تم کمزور ہو۔ ۱۴۰۰ سال پہلے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ نصیحت فرما دی کہ خدا نے اتنی بڑی بڑی قومیں آئندہ نکالنی ہیں کہ دنیا میں کسی انسان کو ان کے مقابلے کی طاقت نہیں ہوگی۔ اسلئے دنیاوی ہتھیاروں سے ان کے مقابلے کی کوشش کا خیال بھی دل میں نہ لانا۔ یہ مسلم کی کتاب الفتن کی حدیث ہے ہر شخص اس میں مطالعہ کر سکتا ہے فرمایا: دعا کے ذریعے ہوگا جو کچھ ہوگا۔ خدا کی تقدیر ان کو مارے گی اور خدا کی تقدیر یہ فیصلہ اسوقت کرے گی جب یہ طاقتور قومیں دنیا سے بدی کا فیصلہ کریں گی۔ چونکہ خدا نے دنیا کو نہتا کر رکھا ہے۔ مجبور کر رکھا ہے اور ایک طرفہ طاقتوں کو بدی کا موقعہ عطا کر دیا ہے۔ اسلئے لازماً اپنے کمزور بندوں کی حفاظت کی ذمہ داری خدا تعالیٰ پر عائد ہوگی۔

پس اس آسمانی تائید کو حاصل کرنے کا ایک ہی طریق ہے کہ خدا سے تعلق جوڑا جائے اور جس حد تک ممکن ہو اپنے نفوس کی اصلاح کی جائے۔ اسلام کے نام پر آئندہ کبھی کوئی بدی اختیار نہ کی جائے۔ دہشت گردی کا تصور ہی مسلمانوں کی لغت سے نکل جانا چاہیئے۔ شرارتیں کرنا اور دوسروں کو دکھ دیکر بعض مسائل کو زندہ رکھنا یہ جاہلانہ باتیں ہیں ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ خود امن میں آجاؤ۔ خود اپنے تعلقات کو درست کر لو۔ غیر قوموں سے اپنے تعلقات درست کرو اور صبر کے ساتھ انتظار کرو پھر دیکھو کہ کس طرح خدا کی تقدیر دنیا کی ہر دوسری قوم کی تدبیر پر غالب آجائے گی"۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور انور نے فرمایا:

آج خطبہ گذشتہ دو خطبوں سے بھی زیادہ لمبا ہو گیا ہے کیونکہ میں اس کو ختم کرنا چاہتا تھا۔ یہ ایک مجبوری تھی جو اس مضمون کو زیر بحث لایا گیا ہے ورنہ دل یہی چاہتا ہے کہ واپس اپنے پہلے مضمون کی طرف جلد لوٹیں۔ عبادت کیا ہے۔ اور اسکی کیا لذتیں ہیں۔ کسطرح لذت حاصل کی جاتی ہے۔ سورہ فاتحہ کیا سبق دیتی ہے تو میں یہ فیصلہ کر کے آج آیا تھا کہ چاہے جتنی دیر ہو جائے اس مضمون سے آج پیچھا چھڑا لینا ہے اور دوبارہ اپنے دائمی مضمون کی طرف یعنی جہادِ اکبر کی طرف لوٹنا ہے تو (اللہ نے چاہا تو) آئندہ خطبے سے پھر وہی نماز کا مضمون شروع ہوگا"۔ ٭

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے) فرماتے ہیں

جب انسان خدا کی راہ میں دُکھ اٹھاتا ہے اور شیطان سے مغلوب نہیں ہوتا تب اس کو ایک نُور ملتا ہے۔

جب قیامت برحق ہے اور وہ ایمان کا لازمہ ہے تو اس چند روزہ زندگی کی تکالیف برداشت کر لینا کیا مشکل ہے۔ اس دائمی جہان کے واسطے کوشش کرنی چاہیئے۔ جو شخص کوئی تکلیف بھی نہیں اٹھاتا۔ وہ کیا سرمایہ رکھتا ہے۔

یاد رکھو جو خدا تعالیٰ کی طرف صدق اور اخلاص سے قدم اُٹھاتے ہیں وہ کبھی ضائع نہیں کئے جاتے۔ ان کو دونوں جہان کی نعمتیں دی جاتی ہیں۔

افسوس کہ اس بات کا خیال تک بھی نہیں کیا جاتا کہ آخر مرنا ہے اور اپنے اعمال کا حساب دینا ہے۔ اس وقت کیا حالت ہوگی۔

خدا تعالیٰ کی رحمتیں سمندروں سے بھی زیادہ ہیں۔ اگر وہ شدید العقاب ہے تو غفور رحیم بھی تو ہے۔ جو شخص توبہ کرتا اور استغفار اور لاحول میں مشغول ہو جاتا ہے اور دین کو دنیا پر مقدم کر لیتا ہے تو وہ ضرور بچایا جاتا ہے۔

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ
پچاس پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا:۔ مکرم بشیر احمد صاحب ضیغم کی خالہ محترمہ خورشید بی بی صاحبہ کو فالج کا حملہ ہوا ہے۔

○ مکرم سید نصیر احمد قاسم کا بیٹا فیصل نصیر عرصہ تین ماہ سے بیمار ہے۔

○ مکرم مرزا منظور احمد شاہد صاحب آف لالہ موسیٰ ضلع گجرات سیکرٹری اصلاح و ارشاد کی ہمشیرہ ارشاد بیگم صاحبہ ٹی بی کی مرض میں مبتلا ہیں۔

○ مکرم کیپٹن (ریٹائرڈ) ملک شبیر محمد اعوان صاحب چک نمبر ۹ ضلع گجرات اپنے بچوں کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

احباب کرام ان سب کی صحت و سلامتی درازئ عمر اور بچوں کے نیک صالح اور خادم دین ہونے کیلئے دعائیں کریں۔

ولادت: مکرم قطب الدین احمد صاحب ابن سلطان احمد صاحب کو اللہ تعالے نے ۲۸ فروری ۱۹۹۱ء کو بیٹا عطا فرمایا ہے جو مکرم کیپٹن محمد حسین صاحب چیمہ (گیانی) آف لندن کا پڑپوتا اور مکرم حبیب احمد صاحب کھوکھر صدر جماعت احمدیہ کیمبرج کا نواسہ ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نومولود کا نام "مصلح الدین" عطا فرمایا ہے

○ مکرم منور احمد قریشی صاحب سابق قائد مجلس راولپنڈی کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۸ جنوری ۱۹۹۱ء کو بیٹی عطا فرمائی ہے حضور پر نور نے بچی کا نام نوشابہ منور عطا فرمایا ہے۔ نومولودہ وقف نو میں شامل ہے

○ مکرم محمد حسین غضنفر صاحب معلم اصلاح و ارشاد مرکزیہ کو خدا تعالے نے مورخہ ۱۰ فروری ۹۱ء کو بیٹا عطا فرمایا ہے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نومولود کا نام محمد اسعد عطا فرمایا ہے نومولود وقف نو میں شامل

ھوالشافی
اولاد ——— ایک فطری خواہش
بے اولاد مرد و زن کیلئے "خصوصی ہومیو جرمنی کورس"
خدا کے فضل سے مؤثر علاج
اس کے علاوہ پرانی اور پیچیدہ امراض کے لئے پاکستانی، جرمنی، برطانیہ اور فرانس کی سیل بند ادویات مناسب اور رعائتی نرخ پر حاصل کرنے
کیلئے
عزیز ہومیو پیتھک سٹور رحمان کالونی۔ ربوہ یونیورسٹی روڈ
فون: ۴۱۴

ہے۔ احباب ان بچوں کی صحت، درازئ عمر خادم دین ہونے کے لئے دعا کریں۔

ختم قرآن:۔ عزیزہ حبۃ الاوّل خان بنت مکرم رانا سعید احمد خان صاحب مقیم جرمنی نے چھ سال کی عمر میں قرآن کریم ختم کیا ہے۔ حبۃ الاوّل مکرم رانا سعادت احمد خان صاحب کی پوتی اور چوہدری برکت علی خان صاحب سابق وکیل المال اوّل کی پڑپوتی ہے۔

احباب دعا کریں کہ خدا تعالیٰ اُسے قرآنی تعلیم پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

نمایاں کامیابی:۔ میری بیٹی عزیزہ فرح تبسم نے گورنمنٹ فضل عمر گرلز ہائی سکول ربوہ سے جماعت پنجم کے وظیفہ کے امتحان میں ۱۷۷/۲۰۰ نمبر حاصل کر کے ضلع جھنگ کے گورنمنٹ سکولوں میں دوم پوزیشن حاصل کی ہے۔ اور خدا تعالے کے فضل و کرم سے وظیفہ کی حقدار ٹھہری ہے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ کو مزید ترقیات سے نوازے

محمد فاروق" ربوہ"

موصیان کرام

○ اپنی جائیداد جس سے آپ کو کوئی آمدنی ہو رہی ہے تو اُس آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام یعنی ۱/۱۶ ادا کرنا لازمی ہوگا۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

معاذ اینڈ کمپنی
سوسان روڈ۔ مدینہ ٹاؤن۔ فیصل آباد
فون ——— ۴۳۱۲۷
باتھ رُوم ٹائلز۔ سینٹری ویئرز۔ سینٹری فٹنگز۔ نیشنل ٹائلز نیز سٹائل ٹائلز برائے فرش و فیس کے لئے خدمت کا موقعہ دیں

خبریں

ملکی خبریں

○ وزیر اعظم ممتاز راٹھور نے آزاد کشمیر اسمبلی توڑ دی ہے۔ اب نئے انتخابات ۲؍ جولائی کو ہوں گے۔ وزیر اعظم چند دن میں نگران کابینہ بنائیں گے۔ جس میں تمام سیاسی جماعتوں کے نمائندگان کو شامل کیا جائے گا۔ مسٹر راٹھور نے کہا کہ ۸؍ ماہ سے آزاد کشمیر میں پیپلز پارٹی کی حکومت کے خلاف سازشیں ہو رہی تھیں۔ وزارت امور کشمیر میری حکومت کے خاتمے کے لئے آئینی اقدامات کرنے کا اعلان کرنے والی تھی۔ اس لئے میں نے اسمبلی توڑ کر موقع سے فائدہ اٹھا لیا ہے۔

○ صدر آزاد کشمیر سردار عبدالقیوم نے کہا ہے کہ وزیر اعظم آزاد کشمیر نے خود اسمبلی توڑنے کا فیصلہ کیا ہے اس میں میرا کوئی دباؤ موجود نہیں۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ تعاون کے باوجود ہمارے ساتھ حکومت کا رویہ غیر جمہوری ہے۔ نئی حکمت عملی کا فیصلہ ۱۴؍ اپریل کو کیا جائے گا۔

○ لاہور میں جی پی او سمیت تمام ڈاک خانوں میں ہڑتال ہو گئی۔ کارکنوں نے ڈھولن وال پوسٹ آفس میں فائرنگ کے خلاف بطور احتجاج ہڑتال کی ہے۔

○ پاکستان سے ۶۲؍ ہزار افراد حج بیت اللہ کا فریضہ ادا کریں گے۔

غیر ملکی خبریں

○ اسلامی کانفرنس کی تنظیم نے مطالبہ کیا ہے کہ فلسطین کے مسئلے پر عالمی امن کانفرنس بلائی جائے۔

○ کویت کے اپوزیشن رہنماؤں نے مطالبہ کیا ہے کہ کویت میں جمہوریت کو از سر نو زندہ کیا جائے۔

○ مصر کے صدر حسنی مبارک نے کہا ہے کہ خلیج کی جنگ کے بعد نہ من و سلویٰ نازل ہوگا۔ نہ دولت کی ندیاں بہیں گی۔ خلیج کی جنگ دولت کی فراوانی کی بجائے اخراجات کم کرنے کا پیغام دے رہی ہے۔

○ روس کے سابق وزیر خارجہ مسٹر ایڈورڈ شیورناٹزے نے روس کے صدر مسٹر گورباچوف اور روسی فیڈریشن کے سربراہ کے درمیان بات چیت پر زور دیتے ہوئے کہا ہے کہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو ملک میں افراتفری پھیل جائے گی۔

○ بھارت میں حقوق انسانی کی ۱۶ تنظیموں نے اقوام متحدہ کے ممبرین کو ایک یادداشت پیش کی ہے جس میں اقوام متحدہ سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ کشمیری خواتین کی بے حرمتی کی تحقیقات کروائے۔

○ سعودی عرب اور ایران کے درمیان سفارتی تعلقات بحال ہوگئے ہیں اس سال ایران کے ایک لاکھ افراد کو حج کی اجازت دے دی گئی ہے۔

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

دوا تدبیر ہے اور دُعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
کامیاب علاج ہمدردانہ مشورہ
تبخیر معدہ، پرانی خارش و چنبل، خونی و بادی بواسیر، دائمی نزلہ و زکام، ذیابیطس، کالی کھانسی، دمہ، مرض اٹھرا اور
بے اولاد مردوں اور عورتوں کا کامیاب علاج
بیرونجات کے مریض اپنے حالات لکھ کر دوا منگوا سکتے ہیں
مردانہ و زنانہ خاص امراض کیلئے پرچہ تشخیص و تجویز خط لکھ کر منگوایا جا سکتا ہے
مطب ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
پوسٹ بکس ۶۰ ——— فون: ۵۳۴، ۶۳۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کتابت کی دُنیا میں انقلاب

الخطاط گرافکس کمپیوٹرائزڈ

اُردو۔ انگریزی کمپیوٹر کمپوزنگ
انتہائی ارزاں نرخ پر

آپ کا **اپنا ادارہ**

۱۱۵- میکلوڈ روڈ، نزد لکشمی چوک۔ لاہور
فون ــــ ۲۲۴۲۲۵

پروپرائیٹر ــــ محمد شفیق طاہر - میاں سعید احمد

رُوم ایئر کُولر

حسن ٹریڈرز

پنکھے (جمبو۔ نشان۔ نیشنل) ۔ یُونس فین۔
۔ فائیو سٹار فین ۔ عظیم فین۔
واشنگ مشین (جمبو۔ صوبی۔ نیشنل۔ سلیقہ)
سٹیبلائزرز (یونیورسل۔ نیشنل)
گیس کے چولہے۔ سیل فیکٹری ریٹ پر۔
نہایت ارزاں قیمت۔ مکمل گارنٹی۔

بالمقابل ایوان محمود گولبازار۔ ربوہ
فون ــــ ۴۵۴

ربوہ میں آپ کے جیولرز فون: ۵۵۰

پاک گولڈ سمتھ

گھر: ۷۴۹-۵۴۹
گولبازار۔ ربوہ

گُول بُریز

ریفریجریٹر۔ ایئر کنڈیشنر۔ ڈیپ فریزر اور آٹومیٹک واشنگ مشین کی معیاری مرمّت کے لئے۔

۵۸ ایگرو اسکوائر شادمان مین مارکیٹ لاہور

فون: ۴۸۸۸۴۴ / ۴۸۰۹۴۴

صاحب اولاد

اپنے پھول سے بچّوں کی صحت اور نشوونما کا خاص خیال رکھیں۔ اگر کوئی کمزوری ہو تو مندرجہ ذیل ادویات سے انتخاب کریں۔

۔ چھوٹا قد کورس	۱۰۰/-	DWARFISHNESS COURSE
۔ بول بستری کورس	۳۵/-	BED URINE COURSE
۔ مٹی چھوڑ کورس	۲۰/-	MITTI CHHOURE COURSE
۔ بے بی گروتھ کورس	۳۰/-	BABY GROWTH COURSE
۔ سوکھا پن کورس	۵۰/-	MARASMAS COURSE
۔ بے بی ٹانک	۱۰/-	BABY TONIC
۔ آہستہ دانت نکالنا کیور	۲۰/-	SLOW DENTITION CURE
۔ بے ترتیب دانت کیور	۲۰/-	IRREGULAR TEETH CURE

ڈاکٹرز اور سٹاکسٹوں کے لئے معقول کمیشن
تین صد روپے یا زائد کے آرڈر پر ڈاک خرچ بذمہ کمپنی

کیور ٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ ربوہ فون: ۶۰۶ / ۷۷۱

نرینہ اولاد سے محروم حضرات، مرضِ اٹھراء کی شکار دُکھی عورتوں کے لئے اُمید کی کرن

اٹھراء کی گولیاں

نرینہ اولاد کیپسولز
بفضلِ تعالیٰ لڑکا پیدا ہوتا ہے

طاقت کا سرچشمہ
گولڈن پلز پٹھوں کی کمزوری اور اعضائے رئیسہ کیلئے بے حد مقوّی آزمودہ

تبخیر معدہ کے لئے مُفید گولیاں

ایچ۔ کے۔ این
گیس سینہ کی جلن اور نظام ہضم کی درستی کیلئے بے مثل

دَوَاخانہ
محافظ صحت
مشہورِ زمانہ حکیم نظام جان کے فرزند حکیم عطاء الرحمٰن

علوی (رجسٹرڈ) اینڈ سنز۔ گول چوک۔ اوکاڑہ
برانچ: کوٹ نہال سنگھ گلی ۲ مکان ۲/۱۲ مین سٹریٹ اوکاڑہ

سونے کی بہترین ورائٹی کا مرکز
طاہر گولڈ سمتھ
طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک۔ ربوہ
فینسی اور پائیدار زیورات آرڈر پر بھی تیار کئے جاتے ہیں

فون دکان ۶۴۳
فون رہائش ۷۵۶

حبوبِ مُفیدِ اٹھرا
HABOOB-I-
MUFEED-I-ATTHRA

۲۰ گرام ـــ ۱۵/- روپے
۶۰ گرام ـــ ۴۵/- روپے

NASIR ناصر

ناصِر دَواخانہ رجسٹرڈ ربوہ

حب زعفرانی قیمتی اجزاء سے تیار شدہ۔ تمام اعصابی کمزوریوں کیلئے اعلیٰ درجہ کی ٹانک

سفوف نسواں: مستورات کی جملہ کمزوریوں کا شافی علاج۔ ہر قسم کی دیرینہ امراض کیلئے خود یا بذریعہ خط رابطہ کریں۔

دَوَاخانہ دارالحکمت دارالرحمت وسطی ربوہ

طلائی و نقرئی زیورات کی معیاری دُوکان

الحمد جیولرز

اقصیٰ روڈ ربوہ

ڈیفنس سوسائٹی لاہور میں پہلی بار

ماسٹر واچ کمپنی اینڈ ویڈیو فنکشن

ریکارڈنگ کیلئے تشریف لائیں

گھڑیوں کی سیل اور اعلیٰ سروس
سوئٹزرلینڈ کے سند یافتہ ماہرین

پتہ: ماسٹر واچ کمپنی۔ برانچ ۲
5۔ سنی پلازہ مین بولیوارڈ
ڈیفنس سوسائٹی روڈ۔ لاہور

۔ قدیمی ۔ اوّلین ۔ مشہورہ آفاق
سنہ ۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام

دَوَاخانہ حکیم نظام جان

چوک گھنٹہ گھر۔ گوجرانوالہ فون ۷۳۹۹۷

ــــ برانچیں ــــ

۔ کراچی: فون: ۴۱۳۲۵۱
۔ لاہور: 1-D-۳ گلشن راوی
۔ ملتان: چوک جان محمد معصوم شاہ روڈ
۔ منڈی بہاؤالدین: بالمقابل شاہ تاج شوگر مل
۔ رحیم یار خان: فون: ۴۷۹۹
۔ ربوہ: اقصیٰ چوک کالج روڈ۔ فون نمبر ۵۵۸

۔ نرینہ اولاد سے محروم ۔ بے اولاد ۔ اٹھراء ۔ سوکھا ۔ گرمی ۔ گیس کا علاج کرنیوالے

سنہ ۱۹۱۱ء سے مصروفِ خدمت

مشہور دَوَاخانہ (رجسٹرڈ)

چوک گھنٹہ گھر۔ گوجرانوالہ
پوسٹ بکس ۱۹۰
فون ۰۴۳۱ ـــ ۷۴۸۴۴ / ۷۶۴۹۷

زیرِ نگرانی: حکیم عبدالحمید اعوان ابن حکیم نظام جان

برانچیں: - ربوہ: اقصیٰ چوک نزد لیٹر بکس، ملتان: نزد پُرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ، لاہور: جوہر ٹاؤن فیز I بالمقابل مسجد چک مزنگ نزد آخری سٹاپ ممتاز مارکیٹ وفاقی کالونی نیو کیمپس روڈ، چوک قلعہ کالروالہ: تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ، کراچی: محمود آباد ۳ نزد شبینہ ڈاکخانہ۔

خواتین کیلئے انتظام کیساتھ